ماہنامہ

احمدی نوجوانوں کیلئے

اکتوبر 2005ء

مدیر

منصور احمد نور الدین

صنعتی نمائش کی افتتاحی تقریب کے موقع پر مہمان خصوصی مکرم میر قمر سلیمان احمد صاحب نمائش ملاحظہ فرماتے ہوئے

صنعتی نمائش کی اختتامی تقریب میں مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی انعامات تقسیم فرماتے ہوئے

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

محترم صدر صاحب کا پیغام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 29/اپریل 2005ء بمقام نیروبی، کینیا (مشرقی افریقہ) میں احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''ہر احمدی کا فرض ہے کہ نیکیوں کی منزلیں تلاش کرے۔ان میں عبادتیں بھی ہیں، نیک کام بھی ہیں، جن پر احمدی ہر وقت چلتا رہے اور نیکی کی منزلیں تلاش کرے۔ اعلیٰ اخلاق ہیں جن میں ہر احمدی کو ترقی کرنی چاہئے۔لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں ایک فکر کے ساتھ کوشش کرنی چاہئے۔غرض کہ ایک احمدی (........) کے سامنے ایک وسیع میدان ہے جس میں ہر وقت ایک لگن کے ساتھ اور ایک توجہ کے ساتھ کوشش کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے اور آگے بڑھتے چلے جانا ہے''۔ (الفضل انٹرنیشنل 13/مئی 2005ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ

خالد

اکتوبر 2005ء

اخاء 1384ہش

جلد 52

شمارہ نمبر 10

monthlykhalid52@yahoo.com

مدیر

منصور احمد نورالدین

مجلس ادارت

لئیق احمد ناصر چوہدری، عبدالرحمٰن

وقار احمد، سید عطاء الواحد رضوی

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر　پبلشر: قمر احمد محمود　مینیجر: عزیز احمد　پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)　مقام اشاعت: ایوان محمود دارالصدر جنوبی　قیمت ۱۰ روپے۔۔۔ سالانہ ۱۰۰

Ph: +92 47 6212349 - 6215415 - 6212685 Fax: +92 47 6213091

اداریہ

اطاعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بارہا اطاعت کے مضمون کو کھولا ہے جیسا کہ فرمایا:۔

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔

(سورۃ النساء آیت:60)

اسی طرح ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی جگہ پر اطاعت کی نصیحت فرمائی، اس کے فوائد پر روشنی ڈالی اور اس پر عمل نہ کرنے والوں کو اس کے نقصانات سے آگاہ کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے حاکم وقت کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جو حاکم وقت کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔

''کسی بھی قوم یا جماعت کی ترقی کا معیار اور ترقی کی رفتار اس قوم یا جماعت کے معیار اطاعت پر ہوتی ہے۔ جب بھی اطاعت میں کمی آئے گی ترقی کی رفتار میں کمی آئے گی۔ اور الٰہی جماعتوں کی نہ صرف ترقی کی رفتار میں کمی آتی ہے بلکہ روحانیت کے معیار کے حصول میں بھی کمی آتی ہے''۔

''ہمیشہ یاد رکھو کہ تمہارا مطمح نظر، تمہارا مقصد حیات صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا ہونا چاہئے۔ اور یہی کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے نظام کے جو احکامات و قواعد اور فیصلے ہیں ان کی پابندی کرنی ہے اور اس بارے میں اپنی اطاعت میں بالکل فرق نہیں آنے دینا''۔

''ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ برکت ہمیشہ نظام جماعت کی اطاعت اور اس کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہی ہے''۔ (الفضل انٹرنیشنل ۲۳؍نومبر ۲۰۰۴ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اطاعت گذار بنائے اور ہم ہمیشہ خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ وابستہ رہیں اور اسی کے مطیع و فرمانبردار رہیں۔ آمین

روزوں کی فرضیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

(سو تم روزے رکھو) چند گنتی کے دن۔ اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو (اسے) اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی) ہوگی اور ان لوگوں پر جو اس (یعنی روزہ) کی طاقت نہ رکھتے ہوں (بطور فدیہ) ایک مسکین کا کھانا دینا (بشرط استطاعت) واجب ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم علم رکھتے ہو تو (سمجھ سکتے ہو کہ) تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں اس لئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہیے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی واجب) ہوگی۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا' اور (یہ حکم اس نے اس لئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور) تا کہ تم تعداد کو پورا کرلو اور اس (بات) پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تا کہ تم (اس کے) شکر گزار بنو۔

(البقرۃ:184 تا 186 ترجمہ از تفسیر صغیر)

رمضان المبارک...... پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند نصائح

روزہ تو اللہ کی خاطر رکھا جاتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کی ذات کے لئے ہوتا ہے سوائے روزوں کے۔ پس روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اور روزے ڈھال ہیں اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوانی باتیں اور گالی گلوچ نہ کرے اور اگر اس کو کوئی گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے جواب میں صرف یہ کہنا چاہئے کہ میں تو روزہ دار ہوں۔

(بخاری، کتاب الصوم، باب هل يقول انى صائم اذا شتم)

جو شخص بحالت روزہ جھوٹ بولنا نہیں چھوڑتا......

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص (روزہ کی حالت میں) جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا۔ اللہ تعالیٰ کو اس چیز کی قطعاً ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

(بخاری، کتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به فى الصوم)

محاسبۂ نفس

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبۂ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہش مند ہوتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔

(الجامع الصحيح مسند الامام الربيع بن حبيب، كتاب الصوم باب فى فضل رمضان)

ترقی کا ذریعہ

اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ۔ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اُس کو مقدم رکھو۔ اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اُس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اُس کو مقدم رکھو۔ تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اُس حالت میں اِس عادت سے حصہ لے سکتے ہو۔ کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے۔ اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مراد یابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے۔ تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا۔ جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے۔ جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے۔ اور اس کی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے۔ اور اُس کی توحید زمین پر پھیلانے کیلئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اُس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو۔ گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں۔ مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو۔ نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو۔ نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے

"بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو۔ نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو۔ نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو"۔

ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دُنیا سے دل برداشتہ رہو۔ اور اُسی کے ہو جاؤ۔ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کیلئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے۔ کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دُنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو۔ کہ وہ دُھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور وہ دن کو رات نہیں کرسکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو۔ جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے۔ اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریا کاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اُس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکہ دے سکتے ہو پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے۔ تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے۔ یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے۔ تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ قبول کے لائق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لیکر اپنے تئیں دھوکہ دو۔ کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کرلیا ہے۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے۔ کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے۔ جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو۔ اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو۔ کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو۔ اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہوسکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے۔ جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ۔ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا خائن اُس

> ”تم ریا کاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اُس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکہ دے سکتے ہو پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے۔ تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے۔ یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے۔ تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ قبول کے لائق ہو“۔

کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کیلئے غیرت مند نہیں۔ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دُنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اُس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل اس سے بیخبر ہے۔ وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ وہ جو اس کیلئے روتا ہے۔ وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کیلئے دنیا سے توڑتا ہے۔ وہ اس کو ملے گا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو۔ تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو۔ تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اُس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جاوے۔ دُنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے۔ جن میں سے ایک طاعون بھی ہے۔ سو تم خدا سے صدق کے ساتھ پنجہ مارو تا وہ یہ بلائیں تم سے دُور رکھے۔ کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو۔ اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو۔ سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر اُن پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے۔ اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا۔ اگر کوئی طاقت رکھے۔ تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے۔ اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے۔ کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو۔ کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے۔ اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو۔ کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں۔ جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی۔ بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے۔ اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے''۔

نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد نمبر جلد ۱۹ صفحہ نمبر ۱۳، ۱۴)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

"اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے"

"اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے" (الہامی مصرع)

(الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیارا منظوم کلام

ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرط لِقا ہے
یہی آئینہ خالق نما ہے
یہی اک جوہرِ سیفِ دعا ہے
ہر اِک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے
"اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے"
یہی اک فخرِ شان اولیاء ہے
بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے
ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو، یہی دارالجزاء ہے
مجھے تقویٰ سے اس نے یہ جزا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو ہے حاصلِ ...... تقویٰ
خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ
......! بناؤ تام تقویٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ
یہ دولت تو نے مجھ کو اے خدا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی

مشعل راہ

ہر احمدی کو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنا ہوگی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۴ رجون ۲۰۰۵ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:-

''آخرت کی طرف انسان تبھی جھک سکتا ہے جب دل میں خدا کا خوف اس طرح ہو کہ اس کو تمام طاقتوں کا سرچشمہ سمجھتے ہوں اور جب یہ خیال یقین میں بدل جائے گا کہ وہ خدا ایک ہے، مجھے پیدا کرنے والا بھی ہے، مجھے پالنے والا بھی ہے، میرے کام میں یا میرے کاروبار میں برکت بھی اسی کے فضل سے پڑنی ہے۔ اگر اس کی عبادت کرنے والا رہا، اگر اس کے آگے جھکنے والا رہا، تو اس کی نعمتوں سے حصہ پاتا رہوں گا۔ اگر میرے اندر نیکیوں پر قائم رہنے کی روح رہی تو مَیں اس کے فضلوں کا وارث بنتا رہوں گا۔ اگر میرے اندر نیکیوں پر قائم رہنے کی رُوح رہی تو مَیں اس کے فضلوں کا وارث بنتا رہوں گا۔ اگر اس کی مکمل اطاعت کرتے ہوئے، تقویٰ پر چلتے ہوئے، اس کے حقوق بھی ادا کرتا رہا اور اس کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرتا رہا تو اس کے انعاموں سے نوازتا رہے گا۔ لیکن یہ تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت قائم کرنے کے معیار اُس وقت قائم ہوتے ہیں جب اُس کے تمام حکموں پر عمل ہو رہا ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہی ہو سکتا ہے۔ اور پھر وہی بات کہ اُس وقت ہوتا ہے جب ذہن میں ہر وقت، ہر لمحہ، خدا، خدا اور خدا رہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے خدا ترسی بھی رہے گی، پرہیزگاری بھی رہے گی، اللہ کی مخلوق کے لئے نرم جذبات بھی رہیں گے، آپس میں محبت بھی رہے گی اور جب یہ چیزیں پیدا ہوں گی تو تب ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ایک نمونہ بن سکیں گے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا یہ نمونے ہم اپنے اندر قائم کر رہے ہیں یا قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہم نے آپس میں محبت اور بھائی چارے کے وہ معیار قائم کر لئے ہیں جن کی توقع ہم سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے؟ کیا ہم نے اپنے اندر عاجزی کے اعلیٰ معیار قائم کر لئے ہیں؟ کیا ہمارے اندر وہ روح پیدا

ہو چکی ہے جب ہم کہہ سکیں کہ ہم اپنی ضرورتوں کو اپنے بھائی کی ضرورتوں پر قربان کر سکتے ہیں؟ کیا ہمارے اندر اتنی عاجزی اور انکساری پیدا ہوگئی ہے کہ ہم اپنے آپ کو سب سے کم تر سمجھیں اور جہاں خدمت کا موقع ملے اس سے کبھی گریز نہ کریں؟ کیا ہم نے سچائی کے وہ معیار حاصل کر لئے ہیں جب ہم کہہ سکیں کہ اگر ہمیں اپنے عزیزوں کے خلاف یا اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑی تو دیں گے اور سچ کے قائم رکھنے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں گے؟ کیا ہم دینی ضروریات کے لئے ہر وقت تیار ہیں؟ یا صرف دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا نعرہ ہی ہے جو ہم لگا رہے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا کہیں یہ تو نہیں کہ دعویٰ تو ہم یہ کر رہے ہوں کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا مَیں کسی کو دوست بناؤں اور چھوٹے چھوٹے بُت مَیں اپنے دل میں بسائے ہوں، پانچ وقت نماز میں سستی دکھائی جارہی ہو۔ اور یہ سستی اکثر مَیں نے دیکھا ہے، دکھائی جاتی ہے۔

> کیا ہم نے سچائی کے وہ معیار حاصل کر لئے ہیں جب ہم کہہ سکیں کہ اگر ہمیں اپنے عزیزوں کے خلاف یا اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑی تو دیں گے اور سچ کے قائم رکھنے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں گے؟

مَیں نے بعض دفعہ ملاقاتوں میں جائزہ لیا ہے کہ نمازوں کی طرف باقاعدگی سے متعلق اگر پوچھو کہ توجہ ہے کہ نہیں تو اکثر یہ جواب ہوتا ہے کہ کوشش کرتے ہیں یا پھر کوئی گول مول سا جواب دیتے ہیں۔ حالانکہ نمازوں کے بارے میں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز کو قائم کرو۔ باجماعت ادا کرو۔ اور نماز کو وقت مقررہ پر ادا کرو۔ جیسا کہ فرمایا...... یقیناً نماز مومنوں پر وقت مقررہ کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔ (النساء:۱۰۴)

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''میں طبعاً اور فطرتاً اس کو پسند کرتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جاوے اور نماز موقوتہ کے مسئلہ کو بہت ہی عزیز رکھتا ہوں''۔ (الحکم جلد نمبر ۶ نمبر ۳۵ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۴ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۶۴) ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو وقت مقررہ تو علیحدہ رہا، نمازوں میں اکثر سستی کر جاتے ہیں۔ کیا ایسا کر کے ہم اس حکم پر عمل کر رہے ہیں کہ تو نمازوں کا اور خصوصاً درمیانی نماز کا پورا خیال رکھو۔ اور اللہ کے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ (البقرہ:۲۳۹)

پس ہر احمدی کو اپنی نماز کی حفاظت کی طرف توجہ دینی چاہیے اور انہیں وقت مقررہ پر ادا کرنا چاہیے۔ اگر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں لے کر آنا ہے، اگر توحید کو قائم کرنے کا دعویٰ کرنے والا بننا ہے تو اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے ہوں گے۔ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی ہوگی۔ کاموں کے عذر کی وجہ سے دوپہر کی یا ظہر کی نماز اگر آپ چھوڑتے ہیں تو نمازوں کی حفاظت کرنے والے نہیں کہلا سکتے۔ بلکہ خدا کے مقابلے میں اپنے کاموں کو، اپنے کاروباروں کو اپنی حفاظت کرنے والا سمجھتے ہیں اور اگر فجر کی نماز تم نیند کی وجہ سے وقت پر ادا نہیں کر رہے تو یہ دعویٰ غلط ہے کہ ہمارے دلوں میں خدا کا خوف ہے اور ہم اس کے آگے جھکنے والے ہیں۔ اسی طرح کوئی بھی دوسری نماز اگر عادتاً یا کسی جائز عذر کے بغیر وقت پر ادا نہیں ہو رہی تو وہی تمہارے خلاف گواہی دینے والی ہے کہ تمہارا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم خدا کا خوف رکھنے والے ہیں لیکن عمل اس کے برعکس ہے۔ اور جب یہ نمازوں میں بے توجہگی اسی طرح قائم رہے گی اور نمازوں کی حفاظت کا خیال نہیں رکھا جائے گا تو پھر یہ رونا بھی نہیں رونا چاہیے کہ خدا ہماری دعائیں نہیں سنتا۔

پس ہر احمدی کو اپنی نماز کی حفاظت کی طرف توجہ دینی چاہیے اور انہیں وقت مقررہ پر ادا کرنا چاہیے۔ اگر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں لے کر آنا ہے، اگر توحید کو قائم کرنے کا دعویٰ کرنے والا بننا ہے تو اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے ہوں گے۔ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی ہوگی۔

نمازوں کی حفاظت اور نگرانی ہی اس بات کی ضامن ہوگی کہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو گناہوں اور غلط کاموں سے پاک رکھے۔ ہماری نمازوں میں باقاعدگی یقیناً ہمارے بچوں میں بھی یہ روح پیدا کرے گی کہ ہم نے بھی نمازوں میں باقاعدہ ہونا ہے۔ اس کی اسی طرح حفاظت کرنی ہے جس طرح ہمارے والدین کرتے ہیں اور اور جب یہ بات ان بچوں کے ذہنوں میں راسخ ہو جائے گی، بیٹھ جائے گی کہ ہم نے نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرنی ہے تو پھر والدین کو یہ چیز اس فکر سے بھی آزاد کر دے گی کہ اس مغربی معاشرے میں جہاں ہزار قسم کے کھلے گند اور برائیاں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں، ہر وقت والدین کو یہ فکر رہتی ہے کہ ان کے بچے اس گند میں کہیں گر نہ جائیں۔ دعا کے لئے لکھتے ہیں، کہتے بھی ہیں اور خود کوشش بھی کرتے ہوں گے، دعا بھی کرتے ہوں گے۔ اگر اپنے بچوں کو ان گندگیوں اور غلاظتوں میں گرنے سے بچانا ہے تو سب سے بڑی کوشش یہی ہے کہ نمازوں میں باقاعدہ کریں۔

کیونکہ اب ان غلاظتوں اور اس گند سے بچانے کی ضمانت ان بچوں کی نمازیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق دے رہی ہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ: یعنی یقیناً نماز بدیوں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ (العنکبوت: ۴۶) گویا ان نمازوں کی حفاظت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی ان نمازوں کے ذریعہ سے ضمانت دے دی ہے کہ خالص ہو کر میرے حضور آنے والے اب میری ذمہ داری بن گئے ہیں کہ میں بھی اس دنیا کی گندگیوں اور غلاظتوں سے ان کی حفاظت کروں اور ان کو نیکیوں پر قائم رکھوں، تقویٰ پر قائم رکھوں۔ ایسے لوگوں میں شامل کروں جو تقویٰ پر قائم ہوں، جو میرے پاکباز لوگ ہیں۔ ایسے لوگوں میں شامل کروں جو میرا انعام پانے والے لوگ ہیں۔ پس یہ سب سے بنیادی چیز ہے جس کی ٹریننگ اور جس کے کرنے کا عزم آپ نے ان جلسے کے دنوں میں کرنا ہے۔ جو نمازوں میں کمزور ہیں انہوں نے ان دنوں میں اس کا حق ادا کرتے ہوئے اس میں باقاعدگی اور پابندی اختیار کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ لیکن یہ بات واضح ہو کہ ان دنوں میں جلسے کی وجہ سے یا میرے دورہ کی وجہ سے، دوسری مصروفیات کی وجہ سے چند دنوں کے لئے نمازیں جمع کر کے پڑھائی جاتی ہیں۔ تو بچوں کے ذہنوں میں یا نوجوانوں کے ذہنوں میں یا بعض سست لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات نہ رہ جائے کہ یہ نمازیں جمع کر کے پڑھنا ہی ہماری زندگی کا مستقل حصہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نمازیں وقت مقررہ پر ادا کرو تو اس کے مطابق ادا ہونی چاہئیں۔ سوائے اس کے کہ مسافر ہوں یا دوسری جائز ضرورت ہو، جس طرح مثلاً آج کل یہاں بعض شہروں میں سورج سوا نو بجے یا ساڑھے نو بجے یا بعض جگہ پونے دس بجے غروب ہوتا ہے تو مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھالی جاتی ہیں۔ لیکن جب وقت بدل جائیں گے تو پھر وقت پہ ادا ہونی چاہئیں۔ تو بہرحال دین میں آسانی ہے اس لئے سہولت میسر ہے لیکن فکر کے ساتھ نمازیں ادا کرنا بہرحال ضروری ہے۔ اور یہ ہمیشہ ذہن میں ہونا چاہیے کہ یہ آسانی دنیاداری یا سستی کی وجہ سے نہ ہو۔

یہ جو میں نے کہا تھا کہ نمازوں میں 'کمزور لوگ'۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو بے وقت اور جمع کر کے نمازیں پڑھتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو پوری پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھتے انہیں بھی ان دنوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جبکہ دعاؤں کا ماحول ہے، اپنے اندر تبدیلی پیدا کرتے ہوئے یا تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے، اپنی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ ہر قدم پر یہاں شیطان کھڑا ہے جو اللہ تعالیٰ سے بندے کو دور لے جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے خلاف جہاد کریں۔ اللہ کی پناہ میں آنے کی کوشش کریں''۔ (الفضل انٹرنیشنل ۸ تا ۱۴ / جولائی ۲۰۰۵ء)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(ترجمہ: منصور احمد نور الدین)

John Davenport کی کتاب An Apology for Mohammed and the Koran کے ایک حصے کا ترجمہ:-

عرب کے مصنف عبداللہ کے بیٹے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر قدرت کی فیاضیوں اور عقل وشعور کی صلاحیتوں کا کثرت سے ذکر کرنا، اپنے لئے قابل فخر جانتے ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذکر سے اُن کے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ بزرگوں کا ادب، کمزوروں پر شفقت، اپنے بلند مقام کے باوجود نخوت زدوں کے لئے تحمل (یہ ایسے اخلاق ہیں) جن کے باعث عزت، مدحت اور ستائش آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاصہ ٹھہرے۔ لوگوں کو قائل کرنا ہو یا حکم دینا ہو، آپ کی فطری صلاحیتیں دونوں ہی پہلوؤں پر پوری اُترتی تھیں۔ مکمل طور پر اُمّی ہونے کے باوجود قدرت کی وسعت کے گہرے علم کی بدولت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دماغ اپنے بدترین دشمنوں کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ رکھتا تھا...... آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سادہ تقریر انتہائی مؤثر ثابت ہوتی جس کی وجہ چہرے کے ایسے آثار ہیں کہ جہاں رُعب و دبدبہ کی ناگواری کی بجائے خوش مزاجی، نرمی، معقولیت، احترام اور محبت کے پُر جوش جذبات نے لی ہوئی ہے۔...... ایک دوست اور والد ہونے کے ناطے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہماری فطرت کے نرم ترین احساسات کو اُجاگر کیا۔ اس انتہا درجہ کی سادگی کے ساتھ جو آپ کی عظیم الشان شخصیت کا خاصہ ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عاجزی کی وہ راہیں اختیار کیں جن کو تصنع اور بناوٹ کے ذریعہ چھپانا ہیچ ہے۔ یہاں تک کہ عرب کا بادشاہ ہونے کی حیثیت کے باوجود بھی آپ نے اپنے جوتوں کی خود مرمت کی، بھیڑ بکریوں کا دودھ خود دوہا، اپنے گھر کی خود صفائی کی...... پانی اور کھجور آپ کی روزمرہ کی غذا تھی جبکہ پُر تکلف غذا میں دودھ اور شہد شامل تھے۔ سفر کے دوران اپنے خادم کے ساتھ کھانا پینا بانٹ لیا کرتے تھے۔ وفات کے وقت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تجوری کی حالت آپ کی ان نصائح کی تائید کرتی ہے جو آپ نے فیض رسانی کے تعلق میں فرمائیں۔

(An apology for Mohammad And The Koran By John Davenport, Page no. 52, 53J.Davy and Sons, 127. Long Acre, London)

نقشِ فریادی

نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا

کاوِ کاوِ سخت جانیہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا' لانا ہے جُوئے شِیر کا

جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے
سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا

آ گہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے
مدّعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا

بسکہ ہوں غالبؔ اسیری میں بھی آتش زیرِ پا
موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا

(غالبؔ)

سبق آموز واقعات

(مرتبہ: لئیق احمد ناصر چوہدری)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نصیحت فرمانے کا ایک انداز یہ تھا کہ آپ علیہ السلام موقعہ کی مناسبت سے اپنی نصائح میں بعض سبق آموز، دل کو موہ لینے والے واقعات بیان فرمایا کرتے تھے۔ ذیل میں قارئین خالد کے استفادہ کے لئے ان میں سے چند ایک درج کئے گئے ہیں۔ مدیر

ریا سے بچیں

''میں نے تذکرۃ الاولیا میں دیکھا ہے کہ ایک مجمع میں ایک بزرگ نے سوال کیا کہ اس کو کچھ روپیہ کی ضرورت ہے۔ کوئی اس کی مدد کرے۔ ایک نے صالح سمجھ کر اس کو ایک ہزار روپیہ دیا۔ انھوں نے روپیہ لے کر اس کی سخاوت اور فیاضی کی تعریف کی۔ اس بات وہ رنجیدہ ہوا کہ جب یہاں ہی تعریف ہوگئی تو شاید ثواب آخرت سے محرومیت ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا اور کہا کہ وہ روپیہ اس کی والدہ کا تھا جو دینا نہیں چاہتی؛ چنانچہ وہ روپیہ واپس دیا گیا۔ جس پر ہر ایک لعنت کی اور کہا کہ جھوٹا ہے۔ اصل میں روپیہ دینا نہیں چاہتا۔ جب شام کے وقت وہ بزرگ گھر گیا۔ تو وہ شخص ہزار روپیہ اس کے پاس لایا اور کہا کہ آپ نے سر عام میری تعریف کر کے مجھے محرومِ ثواب آخرت کیا، اس لیے میں نے یہ بہانہ کیا۔ اب یہ روپیہ آپ کا ہے، لیکن آپ کسی کے آگے نام نہ لیں۔ بزرگ رو پڑا اور کہا کہ اب تُو قیامت تک موردِ لعن طعن ہوا، کیونکہ کل کا واقعہ سب کو معلوم ہے اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھے روپیہ واپس دے دیا ہے''۔

(ملفوظات جلد اصفحہ ۱۴، ۱۵ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب)

ولایت کے لئے آزمائش ضروری ہے

''ایک مجلس میں بایزیدؒ وعظ فرما رہے تھے۔ وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا، جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔ اس کو آپؒ سے اندرونی بغض تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندانوں کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسمٰعیل کو لے لیا۔ کیونکہ وہ لوگ عیش و عشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوتے ہیں .... سو اس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے۔ کہاں سے ایسا صاحب خوارق آگیا کہ لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے۔ یہ باتیں خدا تعالیٰ نے حضرت بایزیدؒ پر ظاہر کیں، تو انھوںؒ نے قصہ کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا کہ ایک جگہ مجلس

میں رات کے وقت ایک لمپ میں پانی سے ملا ہوا تیل جل رہا تھا۔ تیل اور پانی میں بحث ہوئی۔ پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔ میں ایک مصفا چیز ہوں اور طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہوں لیکن نیچے ہوں۔ اس کا باعث کیا ہے؟ تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں، تو نے وہ کہاں جھیلی ہیں۔ جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی۔ ایک زمانہ تھا، جب میں بویا گیا، زمین میں مخفی رہا، خاکسار ہوا۔ پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا۔ بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا۔ پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔ کولہو میں پیسا گیا۔ پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی۔ کیا ان مصائب کے بعد بھی بلندی حاصل نہ کرتا؟''

(ملفوظات جلد اصفحہ ۱۶، ۱۷۔ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب)

اللہ کی سچی ہیبت اور جلال دل میں پیدا کرو

''سیر میں لکھا ہے کہ ابوالحسن خرقانی کے پاس ایک شخص آیا۔ راستہ میں شیر ملا۔ اور کہا کہ اللہ کے واسطے پیچھا چھوڑ دے۔ شیر نے حملہ کیا اور جب کہا۔ ابوالحسن نے واسطے چھوڑ دے، تو اس نے چھوڑ دیا۔ شخص مذکور کے ایمان میں اس حالت نے سیاہی سی پیدا کر دی اور اس نے سفر ترک کر دیا۔ واپس آ کر یہ عقدہ پیش کیا۔ اس کو ابوالحسن نے جواب دیا کہ یہ بات مشکل نہیں۔ اللہ کے نام سے تو واقف نہ تھا۔ اللہ کی سچی ہیبت اور جلال تیرے دل میں نہ تھا اور مجھ سے تو واقف تھا۔ اس لیے میری قدر تیرے دل میں تھی۔ پس اللہ کے لفظ میں بڑی بڑی برکات اور خوبیاں ہیں۔ بشرطیکہ کوئی اس کو اپنے دل میں جگہ دے اور اس کی ماہیت پر کان دھرے''۔

(ملفوظات جلد اصفحہ ۶۳۔ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

انسان سے کُتپن نہیں ہوتا

''مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سعدیؒ نے بوستان میں لکھی ہے۔ کہ ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا۔ گھر آیا، تو گھر والوں نے دیکھا کہ اسے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔ ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی۔ وہ بولی۔ آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اس نے جواب دیا۔ بیٹی! انسان سے کتپن نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے انسان کو چاہیے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کتپن کی مثال صادق آئے گی''۔

(ملفوظات جلد اصفحہ ۶۴۔ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

بیٹا جھوٹ کبھی نہ بولنا

''میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اکابر میں سے ہوئے ہیں۔ان کا نفس بڑا مطہر تھا۔ایک بار انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میرا دل دنیا سے برداشتہ ہے۔میں چاہتا ہوں کہ کوئی پیشوا تلاش کروں جو مجھے سکینت اور اطمینان کی راہیں دکھلائے۔والدہ نے جب یہ دیکھا کہ یہ اب ہمارے کام کا نہیں رہا، تو ان کی بات کو مان لیا اور کہا کہ اچھا میں تجھے رخصت کرتی ہوں۔یہ کہہ کر اندر گئی اور اُسی مہریں جو اس نے جمع کیں ہوئی تھیں، اٹھا لائی اور کہا کہ ان مہروں سے حصہ شرعی کہ موافق چالیس مہریں تیری ہیں اور چالیس تیرے بڑے بھائی کی۔اس لیے چالیس مہریں تجھے بحصہ رسدی دیتی ہوں۔یہ کہہ کر وہ چالیس مہریں ان کی بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں اور کہا کہ اَمن کی جگہ پہنچ کر نکال لینا اور عندالضرورت اپنے صرف میں لانا۔سید عبدالقادر صاحبؒ نے اپنی والدہ سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرماویں۔انہوں نے کہا کہ بیٹا جھوٹ کبھی نہ بولنا۔اس سے بڑی برکت ہوگی۔اتنا سن کر آپؒ رخصت ہوئے۔اتفاق ایسا ہوا کہ جس جنگل میں سے ہو کر آپؒ گزرے، اس میں چند راہزن قزاق رہتے تھے۔جو مسافروں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔دور سے سید عبدالقادر صاحبؒ پر بھی ان کی نظر پڑی۔قریب آئے، تو انہوں نے کمبل پوش فقیر سا دیکھا۔ایک نے ہنسی سے دریافت کیا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ آپؒ ابھی اپنی والدہ سے تازہ نصیحت سن کر آئے تھے کہ جھوٹ نہ بولنا۔فی الفور جواب دیا کہ ہاں چالیس مہریں میری بغل کے نیچے ہیں۔جو میری والدہ صاحبہ نے کیسہ کی طرح سی دی ہیں۔اس قزاق نے سمجھا کہ یہ ٹھٹھا کرتا ہے۔دوسرے قزاق نے جب پوچھا تو اس کو بھی یہی جواب دیا۔الغرض ہر ایک چور کو یہی جواب دیا۔وہ ان کو اپنے امیر قزاقان کے پاس لے گئے کہ بار بار یہی کہتا ہے۔امیر نے کہا۔اچھا۔اس کا کپڑا دیکھو تو سہی۔جب تلاشی لی گئی، تو واقعی چالیس مہریں برآمد ہوئیں۔وہ حیران ہوئے کہ یہ عجیب آدمی ہے۔ہم نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔امیر نے آپؒ سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تو نے اس طرح پر اپنے مال کا پتہ بتا دیا؟ آپؒ نے فرمایا کہ میں خدا کے دین کی تلاش میں جاتا ہوں۔روانگی پر والدہ صاحبہ نے نصیحت فرمائی تھی کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔یہ پہلا امتحان تھا۔میں جھوٹ کیوں بولتا۔یہ سن کر امیر قزاقان رو پڑا اور کہا کہ آہ! میں نے ایک بار بھی خدا تعالیٰ کا حکم نہ مانا۔چوروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس کلمہ اور اس شخص کی استقامت نے میرا تو کام تمام کر دیا ہے۔اب میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا اور توبہ کرتا ہوں۔اس کے کہنے کے ساتھ ہی باقی چوروں نے بھی توبہ کر لی...... میں ''چوروں قطب بنایا اِی'' اسی واقعہ کو سمجھتا ہوں''۔

(ملفوظات جلد اصفحہ ۴۹،۵۰۔رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷)

✿✿✿✿✿✿✿

سبھی کچھ ہے تیرا دیا ہوا

سبھی کچھ ہے تیرا دیا ہوا، سبھی راحتیں، سبھی کلفتیں
کبھی صحبتیں کبھی فرقتیں، کبھی دوریاں کبھی قربتیں

یہ سخن جو ہم نے رقم کیے، یہ ہیں سب ورق تری یاد کے
کوئی لمحہ صبح وصال کا کوئی شامِ ہجر کی مدتیں

جو تمہاری مان لیں ناصحا، تو رہے گا دامنِ دل میں کیا
نہ کبھی عدو کی عداوتیں، نہ کسی صنم کی مروتیں

چلو آؤ تم کو دکھائیں ہم جو بچا ہے مقتلِ شہر میں
یہ مزار اہلِ صفا کے ہیں، یہ ہیں اہلِ صدق کی تربتیں

مری جان، آج کا غم نہ کر کہ نہ جانے کاتبِ وقت نے
کسی اپنے کل میں بھی بھول کر، کہیں لکھ رکھی ہوں مسرتیں

(فیض احمد فیض)

دانتوں کی صفائی......مَرْضَاۃٌ لِلرَّبِّ

(مکرم سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب ڈینٹل سرجن)

یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت رحلت جو آخری عمل اپنے مبارک ہاتھ سے کیا وہ ''مسواک'' یعنی دانتوں اور منہ کی صفائی کا عمل تھا۔ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہئے جس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ میں دی ہے ترجمہ: تو بے شک یہ اعلان کردے کہ میری نماز، میری عبادت، میری حیات اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے وقف ہیں (الانعام: ۱۶۳)۔ لفظ ''مَمَاتِی'' یعنی میری موت سے مراد صرف لحۂ موت نہیں موت کے ساتھ ملحقہ کئی کیفیات ہوتی ہیں آپ کی وہ تمام کیفیات ''مَمَاتِی'' کے دائرہ میں داخل ہیں اور تمام ہی لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری قول ''فِی الرَّفِیْقِ الاعلیٰ'' بھی مَمَاتِی کے دائرے میں داخل ہے اور آپ کا آخری فعل یعنی دانتوں اور منہ کی صفائی بھی مَمَاتِی کے دائرے میں داخل ہے۔ گویا رحلت سے وابستہ آپ کی تمام کیفیات محض لوجہ اللہ تھیں اور ان کیفیات میں سے کوئی ایک بھی اتفاقی حادثہ نہ تھا۔

اگر منہ کی صفائی کا تعلق صرف جسم سے ہوتا اور اگر اس کی اہمیت محض ظاہری ہوتی تو شاید اس عمل کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے یہ شرف نہ ملتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ٹھہرے۔ آپ کا ایک ارشاد مبارک اسی طرف اشارہ کرتا ہے تَسَوَّکُوْا فَاِنَّ السِّوَاکَ مُطَهِّرَۃٌ لِلْفَمِ وَمَرْضَاۃٌ لِلرَّبِّ (ابن ماجہ کتاب الطھارۃ باب السواک) یعنی مسواک کیا کرو۔ یقیناً مسواک کا عمل منہ کی صفائی اور ربّ کی رضا کا ذریعہ ہے۔ پس منہ کی صفائی کی ظاہری اہمیت تو ہے ہی لیکن چونکہ اس کے ساتھ ربّ کی رضا بھی وابستہ ہے اس لئے اس کا تعلق لازماً باطن سے بھی ہے اور اس کی روحانی اہمیت اتنی ہی مسلم ہے جتنی کہ اس کی جسمانی اہمیت ہے۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی روشنی میں ''السواک'' کے دو فضائل ہیں:

۱- مُطَهِّرَۃٌ لِلْفَمِ یعنی منہ کی صفائی

۲- مَرْضَاۃٌ لِلرَّب یعنی رب کی خوشنودی

''السواک'' جو کہ ایک عربی اصطلاح ہے، سے مراد عملِ مسواک بھی ہے اور آلۂ مسواک بھی۔ مسواک بنیادی طور پر ایک ریشہ دار آلہ ہے جو کسی درخت کی شاخ یا جڑ سے حاصل کیا جاتا ہے اور جس کے ذریعہ منہ اور دانتوں کی صفائی کی جاتی ہے۔ دورِ حاضر کی ایجادات کے حوالہ سے دیکھا جائے تو Toothbrush بھی ایک قسم کی مسواک ہی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ میاں کی بنائی ہوئی مسواک بہر حال بہتر ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ السواک یا مسواک یا Toothbrush کے ذریعہ کس طرح مُطَهِّرَۃٌ لِلْفَمِ یعنی منہ کی صفائی اور مَرْضَاۃٌ لِلرَّبِّ یعنی خدا کی خوشنودی کے انعام

حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اب آیئے ان دونوں کا علیحدہ علیحدہ جائزہ لیتے ہیں۔

١-مُطَهِّرَةٌ لِلْفَمِ

منہ کی جامع صفائی کے چند منٹ بعد ہی دانتوں کی سطح پر ایک باریک سی جھلی قائم ہو جاتی ہے جو منہ کے لعاب میں پائی جانے والی لحمیات سے بنتی ہے۔ اس جھلی کو Acquired Pellicle کہتے ہیں۔ یہ جھلی اگرچہ بذاتِ خود بے ضرر ہوتی ہے لیکن یہ ایک اور بہت ہی مضر جھلی کا پیش خیمہ ہوتی ہے جسے Plaque کہتے ہیں۔ سائنسی تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ منہ کو صاف کرنے کے صرف ایک گھنٹہ بعد دانتوں کی سطح پر فی مربع ملی میٹر اندازاً دس لاکھ جراثیم ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ان جراثیم کی خاندانی منصوبہ بندی تو فی الحال ممکن نہیں البتہ یہ ممکن ہے کہ دانتوں کی سطح پر اس Plaque کو جمنے ہی نہ دیا جائے جو ان جراثیم کے قیام و طعام کا ضامن ہے۔

اگر دو دن تک اس Plaque کو مسواک یا برش کے ذریعہ دور نہ کیا جائے تو یہ اتنی موٹی تہہ میں تبدیل ہو جاتا ہے جسے پھر عام کلی سے دور نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر یہ Plauqe دو دن تک قائم رہے تو اس میں ایک خاص قسم کے جراثیم پنپنے لگتے ہیں جن کا نام Streptococcus Mutans ہے۔ دانت میں کیڑے کے ذمہ دار یہی جراثیم ہوتے ہیں۔

"دانت کا کیڑا" ایک ایسی اصطلاح ہے جو عام فہم ہوگئی ہے۔ لیکن بد قسمتی سے غلط العام بھی ہے اور غلط الفہم بھی۔ ظاہر ہے کہ دیمک یا ٹڈی کی قسم کی کوئی مخلوق دانتوں میں آباد نہیں ہوتی۔ ہوتا دراصل یہ ہے کہ Streptococcus نسل کے جراثیم Acid یعنی تیزاب پیدا کرتے ہیں۔ اس تیزاب کے اثر کے تحت دانت Calcium اور Phosphate کے ذخائر کھونے لگتا ہے۔ گویا دانت گھلنے لگتا ہے۔ اس تحلیل کے عمل کو Caries کہتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں جو دانت کی سطح پر بدنما سوراخ نمودار ہوتا ہے وہ Cavity کہلاتا ہے۔

اگر بہت استقامت کے ساتھ دانتوں کی صفائی سے پرہیز کیا جائے تو قریباً ایک ہفتہ کے عرصہ میں جراثیم کا ایک اور قبیلہ منہ میں ظاہر ہو جاتا ہے جو Anaerobes کہلاتے ہیں۔ یہ جراثیم مسوڑھوں پر حملہ آور ہوتے ہیں اور مسوڑھوں کی سوزش جسے Gingivitis کہتے ہیں پیدا کرتے ہیں۔ اس مرض کا علاج اگر وقت پر نہ ہو تو یہ بڑھ کر دانتوں کی جڑوں تک جا پہنچتا ہے اور ایک نئے مرض کی بنیاد پڑتی ہے جسے Periodontitis کہتے ہیں۔ بیماریوں کے یہ نام جس قدر زبان پر بھاری ہیں اس سے کہیں زیادہ بھاری وہ علامات ہیں جو ان بیماریوں کے ہمراہ آتی ہیں۔ اور قصور ہمارا ہی ہوتا ہے۔

منہ اور دانتوں کی صفائی میں جو قصور ہم سے واقع ہوتا ہے وہ دو طرح کا ہے:

١-کم مرتبہ صفائی کرنا۔

٢-غلط طریق پر صفائی کرنا۔

صفائی کتنی بار کی جائے؟

گویا پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دن میں کتنی بار صفائی کرنی چاہیئے؟ عام طور پر ڈینٹل سرجن اس سوال کا یہ جواب

دیتے ہیں کہ صبح ناشتہ کے بعد اور رات سونے سے قبل۔ ڈاکٹر یہ نسخہ اس لئے تجویز نہیں کرتے کہ ان کے نزدیک یہ آئیڈیل نسخہ ہوتا ہے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ وہ اپنے تجربہ سے سیکھ چکے ہوتے ہیں کہ یہ سب سے قابل عمل نسخہ ہے اور یہ کہ ایک اوسط درجہ کا مریض اس سے زیادہ زحمت گوارا نہیں کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس انسانی غفلت سے خوب آگاہ تھے۔ آپ فرماتے ہیں: لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِی لَاَ مَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ وُضُوْءٍ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب سواک الرطب) یعنی اگر یہ میری امت کے لئے گراں بار نہ ہوتا تو میں انہیں حکم دیتا کہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔ یہ حدیث حسنِ نصیحت اور چشم پوشی کا بے نظیر مجموعہ ہے۔ اپنی منشاء بھی ظاہر فرما دی اور اپنی امت کی غفلت کو مشقت کا نام دے کر ان کی شرم بھی رکھ لی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی مستعدی کے بارہ میں یوں گواہی دیتی ہیں کَانَ اِذَا دَخَلَ بَیْتَہٗ بَدَءَ بِالسِّوَاکِ (صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب السواک) یعنی جب بھی آپ باہر سے آکر گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے مسواک فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نفاستِ طبع کا عکاس ہے وہاں منہ اور دانتوں کی صفائی کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص توجہ کا بھی پتہ چلتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ملتا ہے کہ دودھ پینے کے بعد منہ صاف کر لیا جائے کیونکہ دودھ میں چکنائی ہوتی ہے۔ اب اگر ہماری روزمرہ کی غذا کا تجزیہ کیا جائے تو دودھ کی چکنائی سے کہیں زیادہ چکنائی تیل اور گھی کی صورت میں ہم ہر کھانے میں استعمال کرتے ہیں۔ لیکن کھانے کے بعد دانت صاف کرنا اکثر چھوٹ جاتا ہے۔ اگر کسی کو مَعَ کُلِّ وُضُوْءٍ یعنی نماز سے قبل مسواک یا برش کی توفیق ملتی ہے تو زہے نصیب ورنہ کم از کم یہ تو ضرور کرے کہ ہر کھانے کے بعد دانت صاف کر لے۔ بنیادی کلیہ یہ ہے کہ دانتوں پر Plaque کو جمنے کے لئے مہلت نہ دی جائے۔ پلیک ہوگا تو جراثیم کی افزائش ہوگی۔ جراثیم کی افزائش ہوگی تو مرض ہوں گے۔

صفائی کا درست طریق کیا ہے؟

دوسرا اہم سوال یہ ہے کہ دانتوں کی صفائی کا درست طریق کیا ہے؟ اس کا اصولی جواب تو یہی ہے کہ صفائی اس طرح کی جائے کہ ہر دانت کی ہر سطح صاف ہو جائے اور کوئی سطح صاف ہونے سے رہ نہ جائے۔

انسان کے منہ کا ایک طول ہے اور ایک عرض ہے۔ منہ کا طول ہونٹوں کی باچھوں کا درمیانی فاصلہ ہے۔ منہ کا عرض دونوں لبوں کے درمیان کا فاصلہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اِذَا اسْتَکْتُمْ فَاسْتَاکُوْا عَرْضًا (کنز العمال) یعنی جب تم مسواک کرو تو منہ کے عرض کی جہت میں کرو۔ یعنی نیچے سے اوپر کی طرف اور اوپر سے نیچے کی جانب۔ اب ملاحظہ کیجئے کہ ہر دو دانتوں کے درمیان جو دانتوں کی سطحیں ہوتی ہیں وہ اکثر صاف ہونے سے رہ جاتی ہیں۔ خوراک کے پھنسے ہوئے ذرات کے سبب ان سطحوں پر اکثر Plauque جم جاتا ہے۔ منہ کے طول کے رُخ یعنی

دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں دانت صاف کرنے سے یہ سطحیں جو کہ Proximal Surface کہلاتی ہیں، صفائی سے بالکل محروم رہ جاتی ہیں۔ تاہم اگر نچلے دانت نیچے سے اوپر اور اوپر والے دانت اوپر سے نیچے کی جانب یعنی عرضاً صاف کئے جائیں تو یہ Proximal Surfaces بھی صاف ہو جاتی ہیں۔ چودہ صدیاں قبل کے اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "فَاسْتَاكُوا عَرْضًا" کی صداقت کو صحیح طور پر آج سمجھا گیا ہے۔ آج کے ڈاکٹروں نے جس سائنسی حقیقت کو صدیوں کی تحقیق اور جستجو سے جانا ہے اس کا انکشاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آج سے چودہ سو سال قبل ہوا تھا۔ پس سائنس خواہ کتنی ہی جدید کیوں نہ ہو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانی علم کے مقابل پر ہمیشہ قدیم ثابت ہوتی ہے۔

صفائی کے درست طریق کے بارہ میں جو دوسرا اصول ہمیں سنتِ رسول سے ملتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ مسواک کرتے ہوئے صرف دانتوں کی صفائی پر توجہ نہ رکھتے بلکہ بالعموم منہ کی مکمل صفائی فرماتے۔ یعنی دائرہ کی صورت میں مسواک کو منہ میں اس طرح گھماتے کہ ہونٹوں کے پیچھے اور گالوں کے اندر والی جگہ بھی صاف ہو جاتی۔ چنانچہ راوی بیان کرتا ہے اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب السواک) یعنی جب آپ رات کو بیدار ہوتے تو منہ میں مسواک کو گھمانے کے انداز میں پھیرتے۔ ہم میں سے جو لوگ برش کا استعمال کرتے ہیں ان کو اس حدیث کی رو سے برش کے ذریعہ دانتوں کے علاوہ منہ کے Soft Tissues کو بھی صاف کرنا چاہئے۔ یعنی مسوڑھوں، زبان اور ہونٹوں اور گالوں کے اندرونی حصوں کو۔ اس کے دو فوائد ہیں۔ پہلا یہ کہ منہ کی عمومی صفائی بھی ہو جاتی ہے۔ دوسرا یہ کہ Soft Tissues کا دورانِ خون بھی بہتر ہو جاتا ہے۔

اب آیئے یہ جائزہ لیں کہ مسواک یا Tooth brushing کس طرح مرضاۃ للرب یعنی خدا کی خوشنودی کا سبب ہے۔

۲- مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ

اس ضمن میں جس بنیادی بات کا سمجھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صفائی کو پسند فرماتا ہے اور صفائی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اللہ صاف لوگوں کو پسند فرماتا ہے (توبہ: ۱۰۸)۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ یعنی اللہ تعالیٰ صفائی پسندوں کو پسند فرماتا ہے (البقرہ: ۲۲۳)۔ گویا اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے مزاج کا تعارف ہم سے کرا دیا ہے۔ اب یہ جان لینے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ کو صفائی اور صفائی اختیار کرنے والوں سے پیار ہے یہ مان لینے میں کوئی حرج نہیں کہ منہ اور دانتوں کی صفائی کرنے والے بھی اپنی اپنی سعی کی نسبت سے ضرور اللہ تعالیٰ کے پیار سے حصہ پاتے ہیں۔

انسان کا آلۂ کلام بھی اس کا منہ ہی ہے۔ الفاظ اور کلمات ادا کرنے کے لئے انسان زبان، ہونٹ، دانت وغیرہ غرضیکہ اپنے منہ ہی کا استعمال کرتا ہے۔ انسان کے منہ

کے رستہ طیب سے طیب کلمات بھی جاری ہوتے ہیں اور بدنصیبی سے بدزبانی بھی اسی رستہ سے ہوتی ہے۔ خوش نصیبی تو بہرحال پاکیزہ کلام ہی میں ہے۔ جو پاک ترین کلام انسان کے منہ سے ادا ہوسکتا ہے وہ کلام اللہ ہے اور کلام اللہ کے ادب کے بعض تقاضے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن پر یہ کلام نازل ہوا اور جو سب سے بڑھ کر اس کے ادب سے واقف تھے فرماتے ہیں اِنَّ اَفْوَاھَکُمْ طُرُقٌ لِلْقُرْآنِ فَطَیِّبُوْھَا بِالسِّوَاکِ (سنن ابن ماجہ کتاب الطھارۃ باب السواک) یعنی تمہارے منہ تلاوت قرآن کے لئے گویا رستے ہیں۔ پس تم اپنے مونہوں کو مسواک کے ذریعہ طیب رکھا کرو۔ اس حدیث مبارکہ میں منہ اور دانتوں کی صفائی کے حق میں ایک ایسی دلیل بھی دی گئی ہے۔ جس کا تعلق جسم سے بڑھ کر روح سے ہے۔ جس کا تعلق صحتِ دنداں سے بڑھ کر آدابِ قرآن سے ہے۔ یعنی قرآن کا ادب کا حق ادا کرنے کے لئے منہ صاف رکھو۔ اور یہ حق ادا ہوگا تو وہ کہ جس کا یہ کلام ہے راضی ہوگا۔ اس حوالہ سے مدلل طور پر Oral Hygeine یعنی منہ کی صفائی کو اللہ کی رضا کے ساتھ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھ دیا ہے۔

دانتوں کی صفائی کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے اَلسِّوَاکُ نِصْفُ الْوُضُوْءِ وَالْوُضُوْءُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ (کنز العمال) یعنی دانتوں کی صفائی آدھا وضو ہے اور وضو آدھا ایمان ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی ریاضی کا سوال نہیں۔ مراد صرف اتنی ہے کہ ایمان کے نصف تقاضے نماز سے وابستہ ہیں جس کے آغاز پر وضو ہے اور وضو کے مقاصد کا نصف حصہ گویا دانتوں کی صفائی سے وابستہ ہے۔ اور ہر وہ بات جس سے ایمان کے تقاضے پورے ہوتے ہیں یا جس سے ایمان کو تقویت ملتی ہو لازماً خدا کی رضا کا موجب ہوگی۔ اس حدیث کے مطالعہ سے بھی ہمیں یہی پتہ چلتا ہے کہ منہ کی صفائی رضائے الٰہی کا ایک یقینی ذریعہ ہے۔

ایک اور موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”نماز کی دو رکعتیں جو دانت صاف کر کے ادا کی جائیں ایسی ستر رکعتوں سے بہتر ہیں جو دانت صاف کئے بغیر ادا ہوں“ (الکافی)۔ یہاں بھی ترغیب اسی طرف دلائی گئی ہے کہ بندہ کو چاہئے کہ اپنے رب کی صفائی پسندی کا لحاظ رکھے اور اس کی درگاہ میں حاضر ہوتے ہوئے پاکیزہ دہن ہو کر حاضر ہو۔

منہ اور دانتوں کی صفائی کو مُطَھِّرَۃٌ لِلْفَمِ اور مَرْضَاۃٌ لِلرَّبِّ قرار دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی نظافت کے اس شعبہ کو ایک عظیم رفعت بخشی ہے۔ اس شعبہ پر متعدد ڈاکٹروں اور سائنس دانوں نے متعدد کتب تحریر کی ہیں۔ مضامین لکھے اور مقالے پڑھے گئے ہیں۔ ان سب کو یکجا بھی کر دیا جائے تو اس شعبہ کی وہ وجاہت قائم نہیں ہوسکتی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی وجہ سے اسے حاصل ہے۔ دنیا کے تمام ڈینٹل سرجن مل کر بھی اس شعبہ اور اس مضمون کو وہ مقام نہیں دلا سکتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل کی وجہ سے اسے دائماً حاصل ہوگیا ہے۔ اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل محمدٍ وبارک وسلم۔

❁❁❁❁❁❁

شہد پر تحقیق کی دعوت

(مکرم سید حماد رضا صاحب۔ گولیکی گجرات)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ترجمہ: اور تیرے ربّ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑوں میں بھی اور درختوں میں بھی اور ان (بیلوں) میں جو وہ اونچے سہاروں پر چڑھاتے ہیں گھر بنا۔

پھر ہر قسم کے پھلوں میں سے کھا اور اپنے ربّ کے رستوں پر عاجزی کرتے ہوئے چل۔ ان کے پیٹوں میں سے ایسا مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اور اس میں انسانوں کے لئے ایک بڑی شفا ہے۔ یقیناً اس میں غورو فکر کرنے والوں کے لئے بہت بڑا نشان ہے۔

(النحل:69-70)

یورپ میں شہد کے بارے میں جو پہلے تحریری ریکارڈ ملتے ہیں وہ ایک Painting ہے جو سپین کے صوبہ Valencia کے ایک شہر Bicorp کے قریب CUEVAS DE LA ARANA کی مشہور غار سے ملی ہے جس میں ایک شخص کو شہد کے چھتے سے شہد اکٹھا کرتے دکھایا گیا ہے۔ یہ تصویر ماہرین کے خیال کے مطابق 7000 قبل مسیح کی ہے۔

(The hive and the Hony Bee Edited Dadant and sons Publishers of the Americen Bee Journal 8th Edition 1986)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ کو شہد پسند تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو مہینے میں تین دن صبح کے پہلے کھانے (ناشتہ میں) شہد کھالے اسے کوئی بڑی بیماری نہیں لگتی۔

اسی طرح قرآن اور شہد کو دو شفائیں قرار دے کر فرمایا کہ ان دونوں کو اختیار کرنا چاہیے۔

شہد کے متعلق حدیث میں ایک نہایت دلچسپ واقعہ درج ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ میرے بھائی کے پیٹ میں تکلیف ہے۔ اس پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ۔ وہ شخص دوبارہ حاضر ہوا تو پھر فرمایا اسے شہد پلاؤ۔ پھر وہ شخص تیسری مرتبہ حاضر ہوا تو پھر فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ۔ اس پر وہ شخص لوٹ کر آیا اور کہا کہ میں نے اسے شہد پلایا ہے مگر وہ درست نہیں ہوا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے مگر تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ بولا ہے۔ اسے شہد ہی پلاؤ۔ اس نے اپنے بھائی کو شہد پلایا اور وہ تندرست ہو گیا۔

(بخاری کتاب الطب باب الدواء بالعسل وقول اللہ تعالیٰ فیہ شفاء للناس)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ذیابیطس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

”اس سے مجھے سخت تکلیف تھی۔ ڈاکٹروں نے اس

میں شیرینی کو سخت مضر بتلایا ہے۔ آج میں اس پر غور کر رہا تھا تو خیال آیا کہ بازار میں جو شکر وغیرہ ہوتی ہے اسے تو اکثر فاسق فاجر لوگ بناتے ہیں اگر اس سے ضرر ہوتا ہو تو تعجب کی بات نہیں مگر عَسَل (شہد) تو خدا کی وحی سے طیار ہوا ہے اس لئے اس کی خاصیت دوسری شیرینوں کی سی ہرگز نہ ہوگی۔ اگر یہ ان کی طرح ہوتا تو پھر سب شیرینیوں کی نسبت...... (لوگوں کے لئے شفا) فرمایا جاتا مگر اس میں صرف عسل ہی کو خاص کیا ہے۔ پس یہ خصوصیت اس کے نفع پر دلیل ہے اور چونکہ اس کی طیاری بذریعہ وحی کے ہے اس لئے مکھی جو پھولوں سے رَس چوستی ہوگی تو ضرور مفید اجزاء کو ہی لیتی ہوگی۔ اس خیال سے میں نے تھوڑے سے شہد میں کیوڑا ملا کر اسے پیا تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا حتی کہ میں نے چلنے پھرنے کے قابل اپنے آپ کو پایا اور پھر گھر کے آدمیوں کو لے کر باغ تک چلا گیا اور وہاں دس رکعت اشراق نماز کی ادا کیں"۔ (البدر مورخہ ۲۴ نومبر و یکم دسمبر ۱۹۰۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں کہ:- عربوں نے چار سو قسم شہد کی معلوم کی ہے۔ کیونکہ اس کے لئے زبان عربی میں چار سو مختلف نام ہیں۔

(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۴۸۹)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک موقعہ پر شہد کے متعلق بیان فرمایا کہ:-

"شہد کی مکھی کے زہر میں بھی خدا تعالیٰ نے شفاء رکھی ہے اور شہد میں بھی شفا رکھی ہے۔ ان دو باتوں میں فرق یہ ہے کہ شہد کی شفا مثبت اثر دکھاتی ہے یعنی مثبت ان معنوں میں کہ اس کے اندر جو بھی مادے موجود ہیں ان کے ردعمل کے طور پر نہیں، بظاہر یہی علم ہے ہمارا۔ بلکہ ان کے اندر شفاء کے مادے موجود ہیں جو براہ راست اثر دکھاتے ہیں ان کے بعض ایسے زہر جو concentrate کرتے ہیں وہ ان کے ڈنگ کی طرف آ جاتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے شہد کی مکھی کے اندر یہ دو طرفوں کی تفریق ہو رہی ہوتی ہے خود بخود لُعاب منتقل ہو جاتا ہے۔ تو ایک طرف زہر ہے اور ایک طرف شفا ہے۔ لیکن شفا کے مادوں کا، زہر کے مادوں سے ایک تعلق ضرور ہے، اس کا برعکس اثر دکھاتے ہیں۔ اس لئے میرا نظریہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے جہاں شہد کی شفا کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر شہد کی مکھی کے زہر کو ہومیوپیتھی میں استعمال کیا جائے تو وہ شہد والا اثر ہی مثبت اثر دکھائے گی۔ کیونکہ یہ ردعمل سے کام لیتی ہے۔

> عربوں نے چار سو قسم شہد کی معلوم کی ہے۔ کیونکہ اس کے لئے زبان عربی میں چار سو مختلف نام ہیں۔

مگر شہد والے حصہ پر تحقیق ابھی بہت ہی کمزور ہے...... خصوصاً احمدیوں کو توجہ کرنی چاہئے۔ میرے پاس ایک دفعہ دمشق کے ایک احمدی ڈاکٹر تشریف لائے تھے سوئٹزرلینڈ میں۔ جو شہد کی مکھی کے اوپر ڈاکٹریٹ کر رہے تھے اور شہد پر ریسرچ کر رہے تھے۔ ان کو میں نے کہا تھا کہ آپ خصوصیت سے اس پہلو سے اس پر غور کریں۔ مجھے بعد

میں ان کا ایک دفعہ ایک خط آیا کہ میں نے تجربہ شروع کیا ہے لیکن پھر ان کے ساتھ رابطہ کٹ گیا۔ تو احمدی ڈاکٹروں کو شہد پر بھی غور کرنا چاہئے۔

میں نے ایک دفعہ وقفِ جدید کے دوران، جب میں وہاں کام کیا کرتا تھا۔ شہد کے چھتے توڑنے کے ماہرین، شائقین سے کہا تھا کہ مجھے مختلف موسموں کے، مختلف پھولوں کے، مختلف وقتوں کے شہد نموننۃً تھوڑے تھوڑے دو۔ اور ان سب میں مَیں نے رنگ میں فرق دیکھا۔ اور شہدوں میں رنگوں میں بہت ہی فرق ہے اس کا بہت وسیع (سپیکٹرم spectrum) ہے۔ اس لئے مجھے اس کا خیال آیا کہ قرآن کریم فرماتا ہے...... کہ شہدوں کے رنگ مختلف ہیں، اب پھولوں کے بھی رنگ مختلف ہیں بیشمار انسانوں کے بھی، اللہ تعالیٰ جہاں خصوصیت سے رنگ مختلف ہونے کا ذکر فرماتا ہے مثلاً انسانوں کے ذکر میں بھی تو اس میں کوئی حکمت، گہری حکمت پیش نظر ہوتی ہے۔ ورنہ تو رنگ ہر چیز کا دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اس لئے شہد کی شفاء سے پہلے یہ فرمانا کہ...... اس کے رنگ مختلف ہیں...... (اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے) اس میں hint (اشارہ) دیا گیا ہے کہ اگر رنگوں کے لحاظ سے تم شہد کو تقسیم کرو گے تو مختلف امراض کے ساتھ بعض رنگوں کا ضرور تعلق ہوگا۔ اس پہلو سے تحقیق ضروری ہے۔

جو احمدی دوست شہد کی تحقیق میں دلچسپی رکھتے ہوں ان کو چاہئے کہ رنگوں کے فرق کے اوپر بھی غور کریں اور ان کی لیبلنگ (Labeling) کریں اگر ان کو ملا سکتے ہوں، بعض موسموں، بعض پھولوں سے، تو اس سے بھی ہمیں فائدہ ہو جائے گا۔ پھر ان کو بیماریوں سے ملانا، یہ ایک دو دن کی بات نہیں ایک عمر کی تحقیق چاہئے۔ مثلاً فجی سے جو شہد آتا ہے بالکل سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔

احمدی ڈاکٹروں کو چاہئے کہ شہد پر جو لٹریچر ہے وہ اکٹھا کریں۔ (برٹش میوزیم لائبریری، آسٹریلیا، روس، امریکہ وغیرہ میں تحقیق پر مواد موجود ہے) یہ ناممکن ہے قرآن کریم ایک چیز کو خاص طور پر چُن لے اور کہے (اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے) اور اس میں کوئی گہرا system نہ ہو۔ تو انسان نے ابھی تک سسٹم دریافت نہیں کیا۔

systematically تحقیق کا پروگرام بنائیں اور جو تحقیق کا پروگرام بنائیں وہ مجھے لکھیں تا کہ اس میں تحقیق کا جو سنا پسنر ہے اس میں میں ان کو بتادوں کہ آپ اس کی بجائے یہ کام کریں۔ یا (جو) باتیں نظر سے رہ گئی ہیں اس کو داخل کریں۔ دوسرے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ میں یہ کام تقسیم کرسکوں گا۔ یعنی ایک ہی قسم کی تحقیق سب نہ کر رہے ہوں بلکہ مختلف حصوں میں مختلف لوگوں کے سپرد تحقیق کی جائے اس سے کام بہت وسیع ہو جائے گا اور جلدی ہم اچھے نتائج تک پہنچ سکتے ہیں۔ جب آپ مزید تحقیق کریں گے تو پتہ چلے گا کہ فلاں موسم میں فلاں پھول کا شہد یہ اثر رکھتا ہے۔ مثلاً نیم کا شہد ہے وہ کڑوا بھی ہوتا ہے اس لئے لوگ پسند نہیں کرتے۔ مگر ذیابیطس وغیرہ میں مفید بتایا جاتا ہے۔

ایک تو پھولوں کا پتہ لگ جائے اور پھر موسموں کا شہد دیکھا جائے۔ موسموں اور پھولوں کا تعلق ہے دراصل ایک

ہی بات ہے دو نام ہیں۔ مختلف علاقوں کا شہد، کیونکہ ایک ہی پھول ہر علاقے میں ایک ہی اثر نہیں رکھتا۔ بلکہ بعض مقامی اثرات اس کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کو رنگوں سے ملانا اور پھر بیماریوں میں یہ معین (کرنا) کہ فلاں چیز کا شہد فلاں بیماری میں مفید ہے۔ اگر یہ پتہ لگ جائے تو اس کو کہتے ہیں ایک تحقیق۔ پھر ایک نئے قسم کا فارما کو پیا تیار ہو جائے گا اور میٹریا میڈیکا بنے گا۔ انشاءاللہ

اب جو میڈیکل سائنس ہے باقاعدہ ایلو پیتھک میڈیکل سائنس، وہ تسلیم کر چکے ہیں۔ جہاں کوئی دوسرا مرہم کام نہیں کرتا وہاں شہد حیرت انگیز فائدہ پہنچاتا ہے۔ ایک جرنل نے جو برٹش میڈیکل سائنس کا جرنل ہے، اس میں مَیں نے دیکھا تھا کہ بعض ڈاکٹرز یہ کہتے ہیں کہ (شہد) curative بھی ہے۔ ہم نے ایسے malignant ulcers کو اور خراب ہوئے ہوئے گلینڈز کو صرف شہد کی applications کرائی ہیں اور کچھ عرصے کے بعد وہ cure ہو گئے۔ اس لئے جو شہد میں ہے (اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے)۔ اس کی ہمیں ہمیشہ تلاش کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ ابھی تک شفاء کا کوئی نظام شہد کے اردگرد نہیں پیدا ہوا۔

اتفاقاً کہیں شہد کی یہ خوبی مل گئی کہیں وہ خوبی مل گئی۔ سلائیاں آنکھوں میں بھی ڈالی جائیں تو آنکھوں کے پرانے زخم ٹھیک ہو جاتے ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ کارنیا کے السرز تک اس کے استعمال سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ مگر جب خدا تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ (اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے)۔ تو مجھے یقین ہے اس میں پورا ایک سسٹم ہے ابھی تک سسٹم تک ہماری رسائی نہیں ہوئی۔ اس لئے آپ اپنے ہومیو پیتھک علاج کے دوران شہد پر بھی ریسرچ کرتے رہیں جہاں موقع ملے لیکن، یہ یاد رکھنا ہوگا کہ......

فرمایا ہے ان کے رنگ جُدا جُدا ہیں جس کا مطلب ہے کہ ہر شہد ہر بیماری میں اثر انداز نہیں ہوگا۔ اس کا رنگوں سے کچھ تعلق ہے اور رنگوں کا پھولوں سے اور موسموں سے بھی تعلق ہے اور علاقوں سے بھی تعلق ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شہد ایک دوا نہیں بلکہ بہت سی دواؤں، سینکڑوں دواؤں کی ایک نوع کا نام ہے۔ اور ہر وہ ملک جہاں شہد پایا جاتا ہے اس کے فلورا کی سٹڈی (study) سائنٹیفک تحقیق ہے محض تک بازی سے کام نہیں ہوگا وہاں کے شہدوں کی تحقیق وہاں کے احمدیوں کا اوّل فرض ہے۔ وہ یہ دیکھیں کہ کس موسم میں کون سا شہد بنتا ہے؟ کن پھولوں سے اور ان پھولوں اور پھلوں کا مزاج کیا ہے؟ اگر شہد کے بغیر استعمال کئے جائیں اور ان کو بھی کیا وہاں دواؤں میں استعمال کیا گیا تھا کہ نہیں۔"

اب جو میڈیکل سائنس ہے باقاعدہ ایلو پیتھک میڈیکل سائنس، وہ تسلیم کر چکے ہیں۔ جہاں کوئی دوسرا مرہم کام نہیں کرتا وہاں شہد حیرت انگیز فائدہ پہنچاتا ہے۔

(الطاہر۔ دی جرنل آف احمدیہ ہومیو پیتھک ریسرچ ایسوسی ایشن۔ صفحہ 3 تا 8)

✿✿✿✿✿✿

ڈاکٹر عبدالسلام ...... کچھ یادیں

(ظہیر محمود صدیقی، ترجمہ: مکرم عدیل احمد قریشی صاحب لاہور)

اکیاسی سالہ مشہور بھارتی ریاضی دان پروفیسر رام پرکاش بمبا سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی چندی گڑھ، بھارت (حال پروفیسر امریطس پنجاب یونیورسٹی چندی گڑھ) کو اب بھی ایک پگڑی والے لڑکے کی صورت یاد ہے جس نے ۱۹۴۰ء کے بہار کے موسم میں لوگوں کو حیران کر دیا تھا۔

جھنگ کا یہ چودہ سالہ لڑکا نہ صرف یہ کہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے میٹریکولیشن کے امتحان میں اول آیا تھا بلکہ اس نے یونیورسٹی کے پچھلے تمام ریکارڈ بھی توڑ دیئے تھے۔

''ڈاکٹر سلام نے نوبل انعام کی تقریب میں جو پگڑی پہنی تھی وہ اسی طرح کی تھی جو انہوں نے مارچ ۱۹۴۰ء میں پہن رکھی تھی۔'' یہ بات پچھلے دنوں پروفیسر رام پرکاش بمبا نے لاہور میں ڈان سے گفتگو کرتے ہوئے کہی جہاں وہ ۱۹۴۷ء کے بعد پہلی دفعہ آئے تھے۔

''یہ وہ تصویر ہے جو ڈاکٹر سلام سے پہلی ملاقات کے بعد اب تک میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ ہم دونوں کی پہلی ملاقات ۱۹۴۲ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں ہوئی جب ہم دونوں سولہ برس کی عمر کے تھے۔ میں کالج کے چوتھے سال میں تھا جبکہ سلام نے تیسرے سال میں داخلہ لیا تھا''۔

ڈاکٹر بمبا نے ایف اے، بی اے اور بی اے آنرز میں اول پوزیشن حاصل کی تھی لیکن انہوں نے ڈاکٹر سلام سے بہتر پوزیشن صرف ایم اے میں حاصل کی۔

''میں نے ۱۹۴۳ء میں ۴۳۵ مارکس لے کر بی اے میں اول پوزیشن حاصل کی۔ ڈاکٹر سلام نے بی اے کے امتحان ریاضی، انگریزی اور اردو کے مضامین کے ساتھ ۱۹۴۴ء میں دیا۔ اس دفعہ پھر انھوں نے ۴۵۱ مارکس لے کر یونیورسٹی کے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیئے جو کہ میرے مارکس سے بھی ۵ فیصد زیادہ تھے۔ انھوں نے انگریزی میں آنرز ڈگری کے لئے زائد پرچہ بھی دیا اور اس میں پھر نیا ریکارڈ قائم کیا۔ ۱۹۴۶ء میں ڈاکٹر سلام نے ایم۔اے کا امتحان پاس کیا اور یہاں بھی بہت اعلیٰ مارکس لے کر اول آئے''۔

''میں نے ایم اے ریاضی میں ۶۰۰/۶۰۰ مارکس لئے تھے جبکہ سلام ایسا نہ کر سکے۔ اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ انھیں اپنی پڑھائی کے علاوہ اور بھی بہت سے کام کرنے ہوتے تھے۔ وہ گورنمنٹ کالج لاہور کے میگزین راوی کے ایڈیٹر تھے اور سٹوڈنٹس یونین کے صدر بھی تھے''۔

''وہ میری کلاس میں نہیں تھے ورنہ شاید ہمارے مارکس برابر ہی ہوتے''۔ ڈاکٹر بمبا یہ کہتے ہوئے شاید یاد

کرر ہے تھے کہ وہ خود ایم۔بی ہائی سکول وزیر آباد اور پھر کے۔سی آر یہ ہائی سکول سیالکوٹ کے طالب علم تھے۔

''گورنمنٹ کالج میں ریاضی کے چار استادوں میں سے پروفیسر سرو یہ دامن چاولہ عجیب شخصیت تھے اور شاید سارے علاقے میں واحد ریاضی دان تھے جن کا اوڑھنا بچھونا ریاضی تھا۔ پروفیسر چاولہ کی عادت تھی کہ وہ کبھی کلاس کے اختتام پر ریاضی کے سوالوں کو مکمل کئے بغیر چھوڑ دیتے تھے۔ سلام کی کلاس کو مکعبی اور چار درجی مساوات پڑھاتے ہوئے ایک دفعہ پروفیسر چاولہ نے مشہور رامانو جن مسئلہ پیش کیا۔ سلام نے تین چار دن صرف کر کے وہ مسئلہ حل کر لیا اور حل پروفیسر چاولہ کو پیش کیا۔ پروفیسر چاولہ نے حل شائع ہونے کے لئے بھیج دیا اور وہ اس زمانہ کے رسالہ ''میتھمیٹکس سٹوڈنٹ'' میں شائع ہوا۔ اس مضمون کا آخری پیراگراف یوں تھا ''یہی طریقہ استعمال کر کے ہم اور مساوات بھی اس سے زیادہ آسانی سے حل کر سکتے ہیں جبکہ رامانوجن کا طریقہ طویل تر اور تکلیف دہ ہے''۔

''آپ دیکھئے کس طرح ایک بی۔اے کا طالبعلم مشہور ریاضی دان رامانوجن کے بارے میں کس اعتماد سے بات کر رہا تھا''۔ بمبا نے کہا۔

پروفیسر بمبا کا کہنا تھا کہ ''یہ پروفیسر چاولہ ہی تھے جن کی وجہ سے انہوں نے ریاضی کا مضمون لیا اور جنہوں نے سلام کو ریاضی میں ریسرچ کرنے پر اُکسایا''۔

پروفیسر چاولہ ۱۹۳۶ سے ۱۹۴۷ء تک گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہ ریاضی کے سربراہ رہے۔

''سلام ۱۹۴۶ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے ریاضی میں ٹرائیپوس (Tripos) کرنے گئے۔ انہوں نے ۱۹۴۸ء میں سال دوم کے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی۔ کیمبرج میں حاصل کردہ مارکس ظاہر کرنے کی روایت نہیں تھی ورنہ سب کو معلوم تھا کہ انہوں نے سب سے زیادہ مارکس لئے تھے۔''

''سلام نے تین سال کی بجائے دو سال میں ٹرائیپوس مکمل کر لیا تھا۔ اس طرح انہیں مزید کام کے لئے ایک سال مل گیا۔ پروفیسر فریڈ حائل نے انہیں تجویز دی کہ وہ یہ سال کیونڈش لیبارٹری میں گزاریں اور وہاں تجرباتی ریسرچ کریں۔ اس مرحلے پر سلام نے بتایا کہ ان کا وظیفہ ختم ہو رہا تھا اور ان کے والد ریٹائر ہو رہے تھے۔ اس لئے اب خاندان کی ذمہ داریاں پوری کرنا ان کا فرض تھا۔ میں نے اور دیگر دوستوں نے ان مشورہ دیا کہ انھیں سائنس کی طرف ہی رہنا چاہئے کیونکہ پاکستان کو سول سرونٹ تو بہت مل سکتے ہیں مگر انھیں، سلام جیسا سائنس دان کہیں سے نہیں مل سکتا۔ لہٰذا سلام نے اپنا سارا سامان دو ٹرنکوں میں ڈالا اور میرے کمرے میں رکھ دیا اور خود پاکستان چلے گئے تا کہ اپنے خاندان کے معاشی مسائل حل کر سکے''۔

سر چودھری ظفراللہ خان اور میاں فضل حسین نے اس کے لئے گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر کی جگہ ڈھونڈ

دی۔ان کو یہاں سے پوری تنخواہ پر چھٹی دے دی گئی اور وہ واپس کیمرج پہنچ گئے جہاں یونیورسٹی نے ان کے مزید تعلیمی اخراجات برداشت کرنے کی حامی بھری۔

''سلام نے پی ایچ ڈی کورس میں داخلہ لے لیا۔ پہلے تین مہینے ان کے لئے قدرے پریشانی کے تھے اور وہ ہمیں کہا کرتے تھے تم میرے دوست نہیں دشمن ہو کہاں پھنسا دیا۔ مجھ سے کچھ بھی نہیں ہو رہا۔ پاکستان میں ہوتا تو سول سروس میں ہوتا''۔

''لیکن کچھ ہی عرصے بعد ان کے کام نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ عالمی معیار کا ماہر طبیعات تھے اور پھر اس کے بعد انھوں نے کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا''۔

''لیبارٹری میں وہ پریشان رہا کرتے تھے اور جب اس نے ۱۹۴۹ء میں نیچرل سائنسز پارٹ II کا امتحان دیا تو وہ ڈر رہے تھے لیکن جب نتیجہ نکلا تو وہ یہاں بھی اول آئے۔ پروفیسر بمبا نے بتایا کہ جب انہوں نے ۱۹۵۰ء میں پی۔ ایچ۔ ڈی مکمل کی تو ان کے پروفیسر نے انکو سینٹ جانز کالج کیمرج کی فیلوشپ کے لئے درخواست دینے کے لئے کہا۔ سلام کے پروفیسر نے بھی انھیں اس پوسٹ کے لئے درخواست دینے کے لئے کہا لیکن سلام یہ کہہ کر درخواست دینے کے لئے تیار نہیں تھے کہ بمبا بھی اس پوسٹ کے لئے امیدوار تھے۔ لیکن پھر سلام نے درخواست دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس سال بمبا کو یہ جگہ نہ ملی اور اس لئے وہ واپس بھارت آ گئے۔ لیکن اگلے سال بمبا کو سلام کی طرف سے ہی تار آیا ''میرا جی چاہ رہا ہے کہ میں ساری دنیا کو بتا دوں کہ میرے دوست کو بھی وہ جگہ مل گئی ہے''۔

پروفیسر بمبا اور ڈاکٹر سلام سینٹ جانز میں ایک سال اکٹھے رہے اور پھر پروفیسر بمبا امریکہ کی پرنسٹن یونیورسٹی کی انسٹی ٹیوٹ فار ایڈوانس سٹڈیز میں چلے گئے۔ ۱۹۵۲ء میں ڈاکٹر بمبا نے ڈاکٹر سلام کے ساتھ سینٹ جانز میں تین مہینے گزارے اور پھر واپس انڈیا جانے کا فیصلہ کیا۔ ڈاکٹر سلام نے یہیں رہنے کا فیصلہ کیا کیونکہ انہیں خدشہ تھا کہ پاکستان میں وہ محض ایک سرکاری ملازم بن کر رہ جائیں گے۔ انھوں نے پروفیسر بمبا کو کہا کہ وہ یہاں رہ کر اپنے ملک کی بہتر خدمت کر سکیں گے۔ اصل میں اس وقت تک سلام نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنے میدان میں مزید محنت کریں گے''۔ اور وقت نے ثابت کیا کہ وہ صحیح تھے''۔ پروفیسر بمبا نے کہا ''ہمیں خوشی ہے کہ اس سرزمین اور اس علاقے کے ایک بیٹے نے نوبل انعام حاصل کیا''۔

(بشکریہ ''ڈان'' مورخہ یکم اپریل ۲۰۰۵ء)

ایٹم بم ...... تباھی کی علامت

(ترجمہ: آر۔ایس بھٹی)

ساٹھ سال پہلے ۱۹۴۵ء کی ایک طوفانی رات کو حیران کن تخلیقی صلاحیتوں کا مالک اوپن ہائیمر سٹیج پر آیا۔ یہ ایک خفیہ شہر، لاس ایلمس میں ایک تھیٹر کا سٹیج تھا۔ جو نیو میکسیکو میں ہے۔ وہ نحیف اور پُر جوش نظر آتا تھا۔ اسے ان مرد و خواتین کو خطاب کرنا تھا۔ جنھوں نے اس کی قیادت میں ایٹم بم بنایا تھا۔ جو ۶ راگست ۱۹۴۵ء کو دو جاپانی شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر گرایا گیا۔ ان بموں کی وجہ سے انسانی تاریخ کی سب سے بڑی جنگ اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے ہمیشہ کے لئے جنگ کے طریقۂ کار کو بدل ڈالا تھا۔

اوپن ہائیمر نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا:

''بہت جلد دنیا بھی وہ سب کچھ سیکھ لے گی جو یہ پہلے ہی جان چکے ہیں۔ ایٹمی ہتھیار حیرت انگیز طور پر سستے ہیں اور اگر آپ ایک مرتبہ سیکھ جائیں تو یہ بنانے میں بھی آسان ہیں۔ بہت جلد دوسرے ممالک بھی انھیں بنانے لگیں گے۔ ان کی تباہی پھیلانے کی طاقت دوسرے ہتھیاروں کے مقابلے میں بدر جہا زیادہ ہے۔ اور آئندہ مزید بڑھائی جاسکتی ہے''۔

ان تباہ کن پیش گوئیوں کے علاوہ اس نے اس نئی ایجاد کے فوائد کا بھی ذکر کیا اس نے کہا کہ نیوکلیئر ہتھیاروں میں ان عظیم خطرات کے علاوہ ایک 'زبردست اُمید' بھی ہے۔

اوپن ہائیمر کیا سوچ رہا تھا..........؟؟؟

نیوکلیئر ہتھیاروں کے خطرات تو سب جانتے ہیں۔ ہیروشیما اور ناگاساکی کھنڈرات میں دب گئے۔ دس ہزار مارے گئے اور ہزاروں شدید زخمی ہوئے۔ لیکن نیوکلیئر ہتھیاروں سے وابستہ یہ 'زبردست اُمید' کیا ہے؟ جس کا ذکر اوپن ہائیمر نے کیا۔ اگر آپ جنگ جیت جائیں تو اس صورتحال میں بھی اس 'امید' کو تصور میں لانا مشکل امر ہے۔ ساٹھ سال بعد بھی یہ صورتحال اسی طرح ہے۔

آج آٹھ ممالک نیوکلیئر طاقت ہونے کے دعوئ دار ہیں۔ جبکہ بیس (۲۰) دوسرے ممالک کے پاس یہ ٹیکنالوجی اور مواد موجود ہے اور وہ ایک سال تک یا جب مناسب خیال کریں یہ ہتھیار بنا سکتے ہیں۔ ممالک تو صرف اس کہانی کا ایک حصہ

ہیں۔ جبکہ سوویت یونین کے ٹوٹنے کی وجہ سے بڑی تعداد میں نیوکلیئر ہتھیار اور مواد غیر حکومتی لوگوں میں غیر قانونی طور پر فروخت ہوا یا چوری ہوا۔ ان میں دہشت گردوں کے گروہ اور مجرم پیشہ افراد بھی شامل ہیں۔ جبکہ ابھی تک مہارت حاصل کرنے کی بھی بہت ضرورت ہے۔........................

اوپن ہائیمر کی 'زبردست امید' پر بحث اس وقت موقوف ہوگئی جب ذہین ڈینش طبیعات دان نیل بوہر، لاس ایلمس پہنچا۔ یہ ۱۹۴۳ء کا ذکر ہے۔ وہ اپنے وطن سے اس وقت فرار ہوا جس وقت وہاں نازی قابض ہوگئے تھے۔ بوہر نے اوپن ہائیمر کو بتایا کہ نیوکلیئر علوم کے پھیلاؤ سے آخر کار نیوکلیئر ہتھیار بنیں گے جو کہ تمام انسانیت کے لئے خطرہ ثابت ہوں گے۔ بوہر اور اوپن ہائیمر دونوں اس بات پر متفق تھے کہ آخر کار جب دنیا کو ان ہتھیاروں کے خطرات سے آگاہی ہوگی تو وہ اس طرح ایک دوسرے کے قریب آجائیں گے کہ اس سے پہلے کبھی نہ تھے اور اس مقصد کے حصول کے لئے مل کر کام کریں گے کہ اپنے ذاتی مفادات کو ایک طرف رکھ کر نیوکلیئر ہتھیاروں کے پھیلاؤ کو محدود کریں۔ ان معاہدات پر عمل کرنے سے اور باہمی افہام و تفہیم سے تمام ممالک کو درپیش خطرات کم ہو جائیں گے اور بالآخر جنگ پر پابندی عائد کردی جائیگی۔

بعد کی دہائیوں میں، جیسا کہ ایک ملک کے بعد دوسرا ملک بم حاصل کرنے کی جدوجہد میں مصروف نظر آتا ہے۔ ان دونوں سائنسدانوں کا ایک محفوظ دنیا کے بارے میں یہ نظریہ نہایت معصوم اور سادہ دکھائی دیتا ہے۔

لیکن ہتھیاروں کی اس دوڑ سے قطع نظر بوہر اور اوپن ہائیمر کے خواب کی تعبیر ۱۹۶۰ء میں شروع ہوئی۔ جب کیوبن میزائل بحران (Cubin Missile crisis) کے دوران، ایک دلخراش نیوکلیئر جنگ لڑنے کے بعد، امریکہ اور سوویت یونین کی اس جہنم سے واپسی ہوئی۔ دنیا نے بھی ان کی پیروی کی اور نتیجہ کے طور پر ۱۹۶۸ء میں نیوکلیئر عدم پھیلاؤ کا معاہدہ (NPT) ہوا۔ اس معاہدے کی رو سے (وہ تمام ممالک جن کے پاس ایٹمی ہتھیار نہیں ہیں اگر وہ اس معاہدے پر دستخط کریں گے) تو تمام بڑی طاقتیں تخفیف اسلحہ کے لئے کام کریں گی اور ایسی کسی ریاست کو نیوکلیئر ہتھیار مہیا نہیں کریں گی جن کے پاس یہ موجود نہیں ہیں اور نیوکلیئر ٹیکنالوجی کو عوام الناس کے فائدے کے لئے استعمال کیا جائیگا۔ اب تک (۱۸۳) ممالک اس معاہدے پر دستخط کر چکے ہیں۔ جبکہ پانچ بڑی طاقتیں بھی اس میں شامل ہیں۔ بعد ازاں نیوکلیئر ٹیسٹ پر پابندی لگانے والے معاہدوں کے ذریعے سے مزید نیوکلیئر ہتھیاروں کا پھیلاؤ روکا جائیگا۔

ان پابندیوں کے علاوہ اس طرح کے معاہدے ۷۰ء سے ۸۰ء تک کی دہائی میں نیوکلیئر ہتھیاروں میں کمی کرنے میں کامیاب ثابت ہوئے۔ ان معاہدوں سے اس بات کی تصدیق بھی ہوگئی کہ کوئی قوم نیوکلیئر ہتھیار بنانے کی صلاحیت حاصل کر

لیتی ہے تو وہ انہیں قطعاً نہیں بناتی۔ لیکن جب قومی سلامتی کا مسئلہ ہو تو پھر اکثر ایٹمی معاملات سیاسی طور پر نپٹائے جاتے ہیں لیکن ان مسائل پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

اور پھر ۱۹۹۱ء میں سرزمین سیاست میں زلزلہ آیا...... سرد جنگ اپنے انجام کو پہنچی...... سوویت یونین ٹوٹ گیا۔ معاہدوں کے ڈھانچوں کو جھٹکا لگا۔ اتحاد ٹوٹنے لگے اور دنیا ایک مرتبہ پھر غیر مستحکم ہونے لگی۔ ایک ایٹمی طاقت (سوویت یونین) بہت سے نئے نیوکلیئر ممالک میں تقسیم ہوگئی۔

تمام جنگی ہتھیار ۱۹۹۲ء تک واپس روس بھجوا دیئے گئے۔ لیکن تین نئی آزاد ریاستوں بیلا روس، قازقستان اور یوکرائین نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا اور ہزاروں ایسے ہتھیار اپنے پاس رکھ لئے جو کہ براعظموں کے درمیان میزائل پھینکنے کے لئے (ICBMs) استعمال ہوتے ہیں۔

امریکہ اور دوسرے ممالک کے دباؤ سے بیلا روس اور قازقستان نے ان ہتھیاروں کے جلد واپس کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ بیلا روس کے پہلے حکمران Tanislav Shushkivich نے مجھے (رچرڈ روڈز) بتایا کہ ''ہمارے پاس اکیاسی (۸۱) موبائل میزائل تھے۔ جو کہ یورپ اور امریکہ کو نیست و نابود کرنے کے لئے کافی تھے لیکن میں نے سوچا کہ ہم کیوں ان کو سنبھالے بیٹھے تھے؟ جبکہ ہم زیادہ خوش رہ سکتے ہیں اگر یہ ہمارے ملک سے جلدی نکل جائیں''۔

یوکرائن کا اس بارے میں نظریہ مختلف تھا۔ وہ اپنے ۱۲۴۰ نیوکلیئر ہتھیار اپنے پاس رکھنے پر مُصر تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ روسی جارحیت کو روکنے کے لئے، مغربی حملہ سے تحفظ کی ضمانت کے طور پر اور اقتصادی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ان ہتھیاروں کا اپنے پاس رکھنا بہت ضروری ہے۔

آخر کار ۱۹۹۳ء میں عالمی دباؤ کے تحت یوکرائن روس کو نیوکلیئر ہتھیار واپس کرنے کے لئے رضامند ہو گیا اور NPT پر دستخط کر دیئے۔ لہذا آج صرف روس کے پاس نیوکلیئر ہتھیار ہیں۔

کہا جاسکتا ہے کہ دنیا آج سرد جنگ کے دنوں کے مقابلے میں زیادہ محفوظ ہے۔ کیونکہ بہت سے دوسرے محرکات اور ہتھیاروں کی کمی کے معاہدوں کے نتیجہ کے طور پر امریکہ اور روس نے اب ہزاروں جنگی ہتھیار اور لمبے فاصلوں تک مار کرنے والے میزائل اپنی افواج سے واپس لے لئے ہیں۔

اس کے مطابق امریکہ اپنے ۳۲۰۰۰ نیوکلیئر ہتھیاروں میں ۱۰۰۰۰ اور روس اپنے ۴۵۰۰۰ ہتھیاروں میں ۱۶۰۰۰ کی کمی کرے گا۔ جو کہ ان کے پاس سرد جنگ کے دنوں میں موجود تھے۔ معاہدہ ماسکو، مئی ۲۰۰۲ء میں صدر جارج بش اور صدر ولادی

میر پیوٹن نے دستخط کیا۔ اس کے مطابق دونوں ممالک کی فوجوں کے پاس ۲۰۱۲ء تک ۲۲۰۰ سے زیادہ ہتھیار نہیں ہوں گے۔

اسرائیل نے غیر اعلانیہ طور پر ہولناک نیوکلیئر ہتھیار رکھے ہوئے ہیں۔ لیبیا نے حالیہ یورپ اور امریکہ کے دباؤ کے تحت اپنا نیوکلیئر پروگرام رول بیک کیا ہے۔ جس سال ایران خلیج جنگ ختم ہوئی عراق کا جدید ترین پروگرام انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی (IAEA) کے انسپکٹرز نے ادھیڑ کے رکھ دیا تھا......

دو ممالک کے بارے میں بری خبر سننے میں آ رہی ہے۔ شمالی کوریا جس کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ چھوٹے نیوکلیئر ہتھیار رکھتا ہے اور ایران کے بارے میں شک ہے کہ شاید وہ ایٹم بم بنانے کے قریب ہے۔ ۱۹۹۳ء میں امریکہ، شمالی کوریا سے جنگ شروع کرنے جا رہا تھا۔ جب کوریا نے جس کے پاس پہلے ایک یا دو نیوکلیئر ہتھیار تھے یہ دھمکی دی کہ وہ NPT سے علیحدگی اختیار کرلے گا اور مزید پلوٹونیم نکالے گا۔ تاکہ ہتھیاروں میں استعمال کرے۔

مذاکرات سے مفاہمت کی راہ نکل آئی۔ شمالی کوریا نے ریکٹر بند کر دیا اور IAEA کے انسپکٹر کو فیول راڈ (Fuel rods) کے معائنے کی اجازت دے دی۔ اس وعدے کے ساتھ کہ امریکہ پاور جنریشن کے لئے heavy oil بھجوائے گا اور بہتر امریکہ، شمالی کوریا تعلقات قائم کئے جائیں گے۔

یہ معاہدہ ۲۰۰۲ء تک قائم رہا۔ جب بش انتظامیہ نے الزام لگایا کہ شمالی کوریا خفیہ طور پر (Highly Enriched Uranium.HEU) بنا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی امریکہ نے حیاتیاتی تیل بھجوانا بند کر دیا۔ اور ۱۹۹۴ء کا یہ معاہدہ ختم ہو گیا۔ جوابی کارروائی کے طور پر شمالی کوریا نے IAEA کے انسپکٹرز کو نکال باہر کیا۔ فیول راڈز نے دوبارہ کام شروع کر دیا۔ مزید کہا کہ ہم اب پھر سے پلوٹونیم نکالیں گے۔ یہ راڈز چار سے چھ بم بنانے کے لئے کافی ہیں اور اب شمالی کوریا کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک نیوکلیئر ہتھیار رکھتا ہے۔ وہ یقیناً جانتا ہے کہ کسی بھی ہمسائے پر یا امریکہ پر کسی بھی قسم کا حملہ ایک عظیم تباہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

جون ۲۰۰۳ء کو شمالی کوریا کے ایک سرکاری افسر نے امریکی کانگریس کے ایک وفد کو بتایا کہ ''ہم امریکہ کو بلیک میل کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں...... جیسے کہ وہ اس وقت واحد سپر پاور ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ عراق جنگ کے حوالے سے ہم اپنا دفاع کر سکیں اور اس کا تعلق ان بیانات سے بھی ہے جو امریکی انتظامیہ کی طرف سے دیئے جا رہے ہیں۔ اگر ہمارے پاس ایٹمی صلاحیت نہ ہو تو ہم اپنا دفاع نہیں کر سکیں گے''۔

سرد جنگ کے دوران سوویت یونین میں اپنی بیرونی سرحدوں کی حفاظت اور اندرونی تحفظ کی ضمانت کے لئے ایک اصطلاح استعمال ہوتی تھی (gun,guards and gulags)۔لہذا سوویت یونین نے نیوکلیئر ہتھیار اپنے تمام دور دراز کے علاقوں اور ریسرچ سنٹرز تک پہنچا دیئے تھے۔اگرچہ وہ محفوظ تھے مگر وہاں محافظوں اور دستاویزات کو محفوظ کرنے کا انتظام زیادہ اچھا نہ تھا۔جب سوویت یونین تقسیم ہوا اور اس کا مستعد حفاظتی نظام ظاہر ہو گیا تو اس وقت روسی حکومت کو بہت سے نئے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا۔جس میں اسے شروع میں ناکامی ہوئی۔اس نے فوری طور پر بے روزگار سائنسدانوں کی ٹیم کو ایک عظیم مقصد کے لئے بھیجا کہ وہ اس کے نیوکلیئر مواد کو محفوظ کریں اور اسے چوری ہونے سے بچائیں، ر باہر کسی دوسرے ملک یا گروہ کو سمگل ہونے سے بھی محفوظ رکھیں۔

امریکہ کی سرحدیں زیادہ تر کھلی ہیں اور اس نے، نیوکلیئر مواد کو ڈھونڈنا اور اس کا حساب رکھنا، بہت پہلے سیکھ لیا تھا۔لہذا اس نے اپنی ان مہارتوں کی سوویت یونین کو پیشکش کی تھی۔جبکہ دونوں طرف کے سائنسدان مل کر کام کرنے کے خواہشمند بھی تھے۔لیکن وہ بے اعتباری جو کہ سرد جنگ کے دنوں سے چل رہی ہے، اس کی وجہ سے دونوں کے درمیان معاہدہ طے ہونے میں دیر لگی۔۱۹۹۰ء سے اور اس کے بعد سے مشترکہ کوششیں، امدادی فنڈز کی کمی اور شکوک کی وجہ سے پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہی ہیں۔

۱۹۹۱ء سے امریکی نن، لگر کوآپریٹو تھریٹ ریڈکشن پروگرام (Nunn-Lugar Cooperative Reduction Program) کی وجہ سے ان ہتھیاروں اور مواد کو محفوظ کرنے اور ختم کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔لیکن سابق سینٹر سام نن (جو کہ قانون سازی میں سینٹر رچرڈ لگر سے تعاون کر رہے ہیں) نے اس سال کے شروع میں اندازہ لگایا کہ روسی نیوکلیئر مواد کو محفوظ کرنے کا کام صرف ۲۵ سے ۵۰ فیصد تک مکمل ہوا ہے۔نن نے کہا کہ نیوکلیئر دہشت گردی کا ہونا امکان سے باہر نہیں ہے میں نہیں چاہتا کہ اس نقطہ کو تسلیم کر لیا جائے۔لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ہم نے (نیوکلیئر مواد کو محفوظ رکھنے کے سلسلے میں) اپنی کوششوں کو جرأت مندانہ طور پر تیز نہ کیا تو ہمیں تباہی کا سامنا ہو سکتا ہے۔

روسیوں کے پاس اچھا ریکارڈ موجود نہیں ہے۔لہذا کوئی نہیں جانتا کہ کتنا ایٹمی مواد ابھی تک بغیر حساب کے پڑا ہے۔ اتنا معلوم ہوا ہے کہ غیر قانونی طور پر تھوڑی مقدار میں چیزیں خریدی اور بیچی گئی ہیں۔لیکن جہاں تک ہم جانتے ہیں کسی بھی غیر سرکاری ادارے نے چھوٹی مقدار میں مواد حاصل نہیں کیا۔تقریباً چار کلوگرام پلوٹونیم یا ۱۵ کلوگرام HEU ابتدائی درجے کا

بم بنانے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

دہشت گردی کو مختلف انداز سے دیکھا جاسکتا ہے۔ سب سے زیادہ معقول طریقے سے بننے والا 'ڈرٹی بم' (dirty bomb) ہے۔ اس میں روایتی دھماکہ خیز مواد کو تابکار مادے کے ساتھ کسی طبی یا صنعتی ذرائع سے اکٹھا پیک کیا جاتا ہے۔ ماہرین dirty bomb کی تعریف کچھ اس طرح سے کرتے ہیں ''مادے کو پھاڑنے کے لئے ہتھیار'' کیونکہ یہ دہشت اور آلودگی پیدا کرتے ہیں اور کسی بھی اہم شہر کو ایک ایسے دھماکے کے بعد دوبارہ سے صاف کرنے میں مہینوں لگ جاتے ہیں اور دس بلین ڈالر تک خرچ ہو جاتے ہیں۔ جبکہ اس دھماکے میں زیادہ تر اموات ان کی ہوتی ہیں جو کہ ابتدائی دھماکے کے دوران زخمی ہو جائیں۔

زیادہ تباہ کن دہشت گردی کے حملے وہ ہوتے ہیں جس میں کسی چوری شدہ مادہ مثلاً HEU یا پلوٹونیم کا استعمال ہوا ہو۔ امریکہ کی نیشنل سیکورٹی کونسل نے ۱۹۵۴ء میں ماسکو پر اس طرح کا ایک اچانک حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ کیونکہ بعض ماہرین کا کہنا تھا کہ امریکہ کو روس پر ہتھیاروں کی واضح برتری حاصل ہے لہذا ہمیں یہ خطرہ مول لینا چاہیئے اور روس پر پیشگی (preemptive) حملہ کرنا چاہیے۔ لیکن صدر آئزن ہاور نے اس منصوبے کو مسترد کر دیا۔ ۱۹۶۰ء میں یہ preemptive خیالات مزاحمتی طاقت پر یقین کے خیالات سے تبدیل ہو گئے اور......'باہمی تباہی پر یقین'......ہو گیا۔ اور امریکی حکمت عملی سوویت حملہ کو روکنے پر مرکوز ہو گئی۔

صدر رونالڈ ریگن اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ 'سٹار وار' ٹیکنالوجی ان کے ملک کو نیوکلیئر حملے سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ اور الاسکا میں ۲۰۰۴ء میں، ریگن کی حکمت عملی کے مطابق، امریکہ کے پہلے دفاعی میزائل سسٹم نے کام شروع کیا۔ لیکن اس طرح کے کسی سسٹم کے ذریعے ہتھیاروں کا ہوائی جہاز، بحری جہاز یا ٹرکوں کے ذریعے، چوری چھپے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا روکا نہیں جا سکتا۔ ساٹھ سال کی تحقیق کے بعد بھی، کوئی بھی ایسا سسٹم تیار نہیں کر سکا جو نیوکلیئر حملے سے بچا سکے اور نہ ہی کوئی اس قابل ہوا ہے کہ وہ ہتھیاروں کی موجودگی کا پتہ لگا سکے، جو خواہ کسی خام شکل میں موجود ہوں، جن کو چھوٹی نقل پذیر (portable) شکل میں ڈھالا جا سکتا ہو جو کہ بہت زیادہ تباہ کن ہو سکتی ہے۔

سام نن نے نیوکلیئر ممالک سے کہا کہ انھیں حقیقت میں اور مستقل مزاجی کے ساتھ اپنے ہتھیاروں میں کمی کرنا ہوگی۔ نیوکلیر عدم پھیلاؤ معاہدہ، کے فریقین آج کل ایک معاہدہ پر غور کر رہے ہیں جس کی رو سے پلوٹونیم یا HEU کی (ہتھیار بنانے کے لئے) پیداوار پر پابندی لگا دی جائے، موجود ذخیرہ میں کمی لائی جائے اور اس کو نیوکلیئر ریکٹر کے فیول کے طور پر استعمال میں لایا جائے۔

اس طرح کا ایک منصوبہ پہلے ہی ایک امریکی کمپنی USEC, Inc. کے ذریعے سے امریکہ اور روس کے مابین کام کر رہا ہے۔ جو کہ بموں کا مواد روس سے خریدتی ہے۔ جو تقریباً ۱۰،۰۰۰ نیوکلیئر ہتھیاروں کے برابر ہے اور اسے دوبارہ امریکی نیوکلیئر پاور کمپنیوں کو بیچ دیتی ہے۔ جو اس کو استعمال میں لا کر بجلی پیدا کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر بوسٹن کی بجلی روسی نیوکلیئر ہتھیاروں کو دوبارہ استعمال کر کے فراہم کی جا رہی ہے۔

نن نے حال ہی میں کہا اس طرح کے کام درست سمت میں ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ ہمیں درپیش مسائل کا حل نہیں ہیں۔ ہمیں تباہ کن دہشت گردی، نیوکلیئر ہتھیاروں کی تعداد میں اضافہ، غلطی کے امکان کے خطرات، حادثات، یا بغیر اجازت نیوکلیئر سرگرمیاں شروع کرنا وغیرہ جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ نیل بوہر کی بازگشت اور نن کا اصرار: کہ دنیا ان خطرات سے آسانی کے ساتھ نپٹ سکتی ہے۔ اگر وہ ایک دوسرے کا تعاون کریں۔ اسکا کوئی دوسرا حل موجود نہیں۔

نن کا کہنا ہے کہ مجھے یقین نہیں کہ ہم نیوکلیئر تصادم کی تباہی سے دنیا کو مکمل طور پر بچا سکیں گے۔ اگر دس کلوٹن نیوکلیئر ہتھیار مین ہٹن (Manhattan) کے قصبہ میں ایک دن میں ضائع کئے جا سکتے ہیں۔ جو تقریباً آدھا ملین انسانوں کو مارنے کے لئے کافی ہو سکتے تھے۔ دس ہزار ٹن، دہشت گرد ہتھیاروں کے لئے ایک معقول خام مہیا کر رہا ہے۔ جو کہ دس ہزار TNT کی طاقت کے برابر ہے۔ اس وزن کے دھماکہ خیز مواد کو لے جانے کے لئے آپ کو ایک ایسی کارگو ٹرین کی ضرورت ہے جس کی سو (۱۰۰) بوگیاں ہوں۔ لیکن اگر یہ ایک نیوکلیئر بم ہے تو یہ ٹرک کے پچھلی طرف آسانی سے آ سکتا ہے۔

اگر فوری اموات، اور ان تمام زندگیوں کو (جو کہ تابکاری سے متاثر ہوتی ہیں) نظر انداز بھی کر دیا جائے تو بھی یہ دھماکے شہری آزادی، نجی آزادی، اور دنیا کی اقتصادیات پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔

نیل بوہر اور اوپن ہائیمر نے ہمارا مسئلہ جان لیا تھا کہ اس دورخی تلوار کے ساتھ کیا کرنا ہے جو ہمارے ہاتھ میں تھما دی گئی ہے۔ جو درآمد شدہ دھاتوں سے نیوکلیئر عوامل کے ذریعے تیار کی گئی ہے اور جو سائنس نے ۱۹۳۸ء کی ایک صبح غلطی سے بنالی تھی۔ جبکہ وہ یہ جاننے کی کوشش کر رہی تھی، کہ یہ دنیا کس طرح کام کر رہی ہے۔

میرے خیال میں ان کی نصیحت ابھی تک قائم ہے:

کہ صرف ممالک کے درمیان تعاون ہی اس مہلک دھات سے محفوظ رکھ سکتا ہے جو کہ نیوکلیئر ہتھیار بنانے کے کام آتی ہے۔ صرف مذاکرات کے ذریعے ہتھیاروں میں کمی اور ان کی پیداوار پر پابندی لگانے سے ہی ہم محفوظ ہو سکتے ہیں۔ اسی پر بوہر اور اوپن ہائیمر کو پختہ یقین تھا۔ اور جو اوپن ہائیمر نے آج سے ساٹھ سال پہلے لاس ایلمس میں سائنسدانوں کو بتایا تھا۔

(تحریر رچرڈ روڈز، نیشنل جیوگرافک، اگست ۲۰۰۵)

چنگیز خان

(مرسلہ: قمر رشید بلوچ۔ تونسہ شریف)

1167ء کو موجودہ سائبیریا کے علاقے میں ایک عظیم سپوت پیدا ہوا۔ روایات کے مطابق جب یہ پیدا ہوا تو اس کی بند مٹھی میں خون کا لوتھڑا تھا۔ اس کے باپ کا نام یسوکائی تھا جو کہ منگول (مغل) قبیلے کی ایک ذیلی شاخ کیات سے تعلق رکھتا تھا یہی وہ عظیم سپوت تھا جس نے اس وقت کی تقریباً معلوم دنیا پر حکمرانی کی۔ اس کا نام تموجین تھا جو کہ بعد میں چنگیز خان کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کی پیدائش کے کچھ عرصہ پہلے 1161ء میں کن خاندان کے چینی حکمرانوں نے ان کے قبائل کو شکست دی تھی اور اب ان کی حالت انتہائی ناگفتار تھی۔

تموجین نام کا اصل مطلب لوہار ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ اس کی پیدائش کے بعد اس کے باپ نے جس پہلی چیز پر نگاہ ڈالی وہ لوہے کی بنی ہوئی چیز تھی اس پر اس نے اپنے بیٹے کا نام بھی تموجین رکھا۔ اس نے اپنا لڑکپن انتہائی کسمپرسی کی حالت میں گذارا۔ حتیٰ کہ معمولی معمولی جانور چوہے، مینڈکیں وغیرہ پکڑ کر کھاتا رہا۔ روایات میں آتا ہے کہ ان کہ دین میں، یا جو بھی ان کا مسلک تھا اس میں مچھلی کھانا حرام تھا۔ لیکن غربت کی وجہ سے انہیں یہ سب کچھ کرنا پڑا اس نے اپنا پہلا قتل اپنے سوتیلے بھائی کا کیا تھا وہ بھی ایک مچھلی کے سبب سے۔

ان کے قبیلے کی روایت تھی کہ جب بچہ 9 یا 10 سال کا ہو جاتا تھا تو اسے اس قبیلے میں پہنچا دیا جاتا تھا جہاں اس کی شادی ہونی ہوتی تھی چنانچہ اسی روایت کے پیش نظر اس کو بھی اس قبیلے میں پہنچا دیا گیا۔ جب اس کا باپ اسے چھوڑ کر واپس آ رہا تھا تو دشمنوں نے اسے ہلاک کر دیا اور دوسری طرف اس کے خاندان پر بھی حملہ کر دیا گیا جس میں صرف اس کی ماں بچ گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد جب یہ شادی کر کے لوٹا تو پھر اس کے دشمنوں نے اسکے بچے کُھچے خاندان پر بھی حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں چنگیز خان تو اپنی ماں اور بیوی کی وجہ سے بچ گیا لیکن اس کی بیوی کو دشمن قبیلے کے لوگ اٹھا کر لے گئے۔ پھر اس نے مختلف دوستوں سے مدد لیکر دشمن قبیلے پر چڑھائی کی اور اپنی بیوی کو ان سے واپس لے آیا۔ جب اس کے قبیلے کا سردار مرا تو لوگوں کو اپنا سردار چننے کی فکر ہوئی تو انہوں نے مختلف لوگوں کو نامزد کیا لیکن کسی نے بھی سردار بننے کی حامی نہ بھری آخر کار تان اس پر آ کر ٹوٹی اس نے پہلے تو انکار کیا لیکن پھر بعد میں اس نے کچھ شرائط پر سرداری قبول کر لی۔ اس کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ تم لوگ ہمیشہ میرے وفادار رہو گے وغیرہ۔ چنگیز خان انتہائی شکی مزاج رکھنے والا انسان تھا اور اس میں قوت ارادی

بہت زیادہ تھی اور اس میں ایک خاصیت یہ بھی تھی کہ وہ لوگوں کو انکی شکلوں اور انکے بولنے کے انداز سے جان لیا کرتا تھا۔

اس نے پہلی مرتبہ اپنے قبیلے کے لوگوں کو ایک عسکری نظام کے ماتحت اکٹھا کیا اس نے اپنی حفاظت کیلئے خاص طور پر ایک دستہ مقرر کیا۔ اس کی فوج میں چودہ سال سے لیکر ستر سال تک کے لوگ شامل ہوتے تھے اس نے پہلی مرتبہ اپنے قبیلے کے لوگوں کو عسکری تربیت دی۔ اس نے دشت میں رہنے کا ایک اصول جانچا کہ اگر وہاں پر زندہ رہنا ہے تو اپنے اردگرد کے دشمنوں کو ختم کر دو اس نے پھر حملے کر کے اپنے اردگرد کے دشمن قبائل کے سرداروں کو ہلاک کر دیا اس کا مارنے کا طریق انتہائی مختلف تھا وہ ان کا گلہ گھونٹ کر اس طرح مارتا تھا کہ ان کا خون نہ نکلے۔ کیونکہ کسی نجومی نے اسے کہا تھا کہ اگر وہ کسی آدمی کا خون بھی بہائے گا تو اس دن اس کی شامت شروع ہو جائے گی۔ یہ اسوقت تک فتح تصور نہ کرتا تھا جب تک کہ وہ خود کو دشمنوں سے محفوظ نہ سمجھ لے۔ 1206ء میں اسکو حکمران بنایا گیا اس وقت اس کی عمر 39 سال تھی اس نے آپس میں لڑنے کو سخت جرم قرار دیا اور ساتھ ہی اس نے دشمنوں سے دغا کو بھی جائز رکھا اس نے سردار بننے کے بعد اپنے قبیلے کے کمسن لڑکوں کو لکھنا پڑھانا شروع کر دیا حالانکہ یہ خود پڑھنا لکھنا نہیں جانتا تھا۔ 1211ء میں اس نے چین پر حملہ کیا لیکن دیوار چین کیوجہ سے اس نے کچھ عرصہ تک اس پروگرام کو ملتوی کر دیا۔ پھر اس نے کچھ عرصہ کے بعد اپنی فوج کو اپنے بیٹوں میں منقسم کر کے چین پر حملہ کیا اور چین کے کچھ حصہ پر قبضہ کر لیا اس نے چین کو مکمل طور پر فتح کرنے کا خواب دیکھا تھا جو اس کی زندگی میں پورا نہ ہو سکا۔

ابتداء میں جب یہ دشمن کے علاقہ پر حملہ کرتے تو لوٹ کا مال لے کر اپنے علاقے میں واپس آجاتے اور پھر وہاں تمام مال آپس میں تقسیم کر لیتے تھے 1213ء میں یہ شمالی چین کے میدان کے ذریعہ چین کے اندر داخل ہوئے تھے اور پھر اسی سے اپنی فتوحات کا دائرہ مزید بڑھاتے چلے گئے 1215ء تک وہ دریائے زرد تک کا علاقہ فتح کر چکے تھے۔ 1215ء میں سلطان محمد شاہ خوارزم کی سفارت چنگیز خان کے پاس پہنچی۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ جب چنگیز خان کی سفارت سلطان کے پاس گئی تو اس نے اس کے سفیروں کو قتل کروا دیا۔ جس کی وجہ سے چنگیز خان غصے سے بھڑک گیا۔ 1216ء میں چنگیز خان نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ اس سے پہلے وہ مسلمان علاقوں کے حالات سے مکمل طور پر واقف ہو چکا تھا۔ کیونکہ اس نے یہاں پر آنے والے مسلمان تاجروں کے ذریعہ سے اور دوسرا یہ کہ اپنے جاسوس وہاں بھیج کر اس علاقے کے احوال معلوم کر کے جنگ کا ایک نقشہ تیار کر لیا تھا۔ سب سے پہلے اس کا تصادم سلطان کے بڑے لڑکے سے ہوا لیکن اس جنگ میں کوئی قابل خاص بات یا نتیجہ نہ نکلا۔ فروری 1220ء میں آخر کار اس کی سلطان کے ساتھ باقاعدہ جنگ ہوئی جس میں سلطان کو شکست فاش ہوئی اور وہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اس شکست کی وجہ سے بخارا مسلمانوں کے ہاتھ

سے نکل گیا اسی سال اس نے روس کے کچھ علاقے پر بھی قبضہ کرلیا 1221ء میں چنگیز خان نے اپنے ایک بیٹے کو خراسان پر حملہ کرنے کیلئے بھیجا جس نے اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا اور مرو کے مقام پر اس نے سات لاکھ انسانوں کا قتل عام کیا۔ اسی سال جلال الدین نے چنگیز خان کی فوج کے کچھ حصے کو شکست دی۔ لیکن جلد ہی چنگیز خان وہاں پر پہنچ گیا اور اس نے آکر صورتحال کو سنبھالا اور جلال الدین کو وہاں سے مار بھگایا۔ اسی سال نومبر میں اس نے واپسی کی تیاری شروع کی کیونکہ کافی عرصے سے وہ خود اور اس کی فوج اپنے علاقے سے باہر تھی۔ 1222ء کی گرمیوں میں اس نے ہندوکش کی پہاڑیوں کو اپنی قیام گاہ بنایا اور 1223ء کا موسم بہار اس نے تاشقند میں گذارا۔ اور 1225ء میں وہ اپنے صدر مقام منگولیا جا پہنچا۔ 1226ء میں اسکو پھر اطلاع ملی کہ کچھ قبائل دوبارہ اس کے خلاف برسرپیکار ہو گئے ہیں تو پھر وہ اپنی فوج کو لیکر نکلا اور تنگوت میں ان سے جنگ کی لیکن 25 اگست 1227ء کو Hasi ضلع چنگ شوئی میں اس کا انتقال ہو گیا۔

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ جب وہ کسی شہر کو فتح کرتے تو اس علاقہ میں اپنے کام کے آدمی انجینئرز وغیرہ نکال لیتے اور باقیوں کو ایک بڑے میدان میں اکٹھا کر لیتے اور پھر ایک طرف سے اس طرح اندھا دھند تلوار اور کلہاڑیاں ان انسانوں پر چلاتے جاتے تھے۔ جس طرح ایک گنے کے کھیت میں کوئی تلوار یا کلہاڑی لیکر گھنوں کی کھڑی فصل پر چلانا شروع کر دے۔ اسی طرح وہ بڑے وحشیانہ طریق پر انکو موت کے گھاٹ اتار دیتے۔ جس کسی کو وہ کسی بھی وجہ سے اپنے انتقام کا نشانہ بناتے تو اسکو انتہائی دردناک موت مارتے۔ بعض جگہوں پر آیا ہے کہ انہوں نے ان علاقوں کے کتوں اور بلیوں تک کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ان دنوں مسلمانوں پر بہت دہشت طاری تھی۔ ایک شخص بتاتا ہے کہ ایک تاتاری ایک گاؤں میں داخل ہوا اور اس نے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ لوگ اس وقت اتنے ڈرے ہوئے تھے کہ ان سے اتنا نہ ہو سکا کہ اس تاتاری کو پکڑ کر موت کے گھاٹ اتار دیں۔ اس طرح ایک اور واقعہ آتا ہے کہ ایک تاتاری نے اپنے ایک غلام کو قتل کرنا تھا اور اسکی تلوار نہیں مل رہی تھی اس نے غلام کو حکم دیا کہ لیٹ جاؤ وہ لیٹ گیا اور وہ خود تلوار ڈھونڈنے نکل پڑا کافی دیر کے بعد وہ تلوار ڈھونڈ کر لایا اور آکر اسکو قتل کر دیا۔ اس قیدی سے اتنا نہ ہو سکا کہ وہ بھاگ جائے اور اپنی جان بچالے۔ اس کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ اسکی رفتار تھی کیونکہ یہ اپنے ساتھ سامان رسد نہیں رکھتا تھا۔ اسکو اسلام کی بھی تبلیغ کی گئی اور یہ تقریباً 90 % مسلمان بھی ہو گیا لیکن حج اور خانہ کعبہ کا فلسفہ نہ سمجھ سکا اور پھر اپنے دین پر قائم رہا۔ 70 سال کی عمر میں جب یہ فوت ہونے لگا وہ تو اس نے اپنی سلطنت چار بیٹوں میں تقسیم کر دی۔

(ماخوذ از دائرہ معارف اسلامیہ اور تاتاریوں کی یلغار)

******

اختتامی رپورٹ گیارہویں آل پاکستان سالانہ صنعتی نمائش

منعقدہ 4 تا 6 ستمبر 2005ء

(مکرم سید محمود احمد صاحب ناظم اعلیٰ)

سیدنا حضرت مصلح موعود کے ارشادات کی روشنی میں نوجوانوں میں ہنر کے فروغ کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان 1995ء سے سالانہ صنعتی نمائش کا انعقاد کر رہی ہے۔

ان نمائشوں میں خدام اپنی بنائی ہوئی اشیاء یا پروگرامز کی نمائش کرتے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ ان خدام میں مزید صنعت کاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے بلکہ دیکھنے والوں میں بھی ایسی چیزوں کی ایجاد یا اختراع کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مؤرخہ 4،5،6 ستمبر کو گیارھویں آل پاکستان سالانہ صنعتی نمائش کا انعقاد کیا گیا (امسال صنعتی نمائش اپنی مقررہ تاریخوں 14 تا 16 اگست کی بجائے بعض وجوہات کی بناء پر 4 تا 6 ستمبر 2005ء سکولز اور کالجز کھلنے کے بعد منعقد ہوئی)

صنعتی نمائش کو سات درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

1۔ کمپیوٹرز 2۔ الیکٹرونکس 3۔ ماڈلز 4۔ دست کاری 5۔ فوٹو گرافی 6۔ پینٹنگز + خطاطی 7۔ متفرق

نمائش دیکھنے کے لئے مرد وخواتین کے الگ الگ اوقات مقرر تھے۔ جن میں تقریباً 7000 خواتین وحضرات نے تین دن تک اس نمائش کو ذوق وشوق سے دیکھا۔

انتظامیہ

نمائش کے مختلف کاموں احسن طریق سے سرانجام دینے کے لئے محترم صدر صاحب مجلس کی منظوری سے درج ذیل انتظامیہ تشکیل دی گئی۔

ناظم اعلیٰ	سید محمود احمد
نائب ناظم اعلیٰ (اوّل)	مکرم مرزا عدیل احمد صاحب
نائب ناظم اعلیٰ (دوم)	مکرم مظفر احمد قمر صاحب
ناظم نمائش گاہ	مکرم امین الرحمٰن صاحب
ناظم رہائش	مکرم عبدالحق صاحب
ناظم انعامات	مکرم فرید احمد ناصر صاحب
ناظم سمعی وبصری	مکرم فرید احمد نوید صاحب
ناظم سٹیج واشاعت	مکرم حافظ خالد افتخار صاحب
ناظم رابطہ	مکرم نصیب احمد صاحب
ناظم تربیت	مکرم نصیر احمد انجم صاحب
ناظم نظم وضبط	مکرم عتیق الرحمٰن صاحب
ناظم آب رسانی وصفائی	مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب
ناظم سٹال وکمرشل سٹال	مکرم مدثر احمد صاحب مکرم سلمان بخاری صاحب
ناظم مہمان نوازی	مکرم مشہود احمد ذیشان صاحب
ناظم خوراک	مکرم اسد اللہ غالب صاحب
ناظم رجسٹریشن	مکرم مشہود احمد صاحب
ناظم روشنی	مکرم مرزا فضل احمد صاحب
ناظم طبی امداد	مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب
ناظم حاضری ونگرانی	مکرم افتخار اللہ سیال صاحب
ناظم سائیکل سٹینڈ	مکرم مظفر احمد قمر صاحب

امسال نمائش میں 22 اضلاع کی کل 3239 اشیاء رکھی گئی تھیں شعبہ متفرق میں سب سے زیادہ نمائندگی ہوئی۔ اس شعبہ میں اشیاء کی کل تعداد 1986 رہی جبکہ اس شعبہ میں 6 اضلاع شامل ہوئے۔

رجسٹریشن

امسال نمائش میں شرکت کرنے والے خدام کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کی گئی اور یہ کام مورخہ 3 ستمبر کی دوپہر سے شروع ہو گیا جو کہ رات گئے تک جاری رہا اس طرح اگلے روز بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے 27 اضلاع کے 139 خدام نمائش میں شریک ہوئے جبکہ گذشتہ سال 34 اضلاع کے 305 خدام شریک ہوئے تھے۔

افتتاحی تقریب

نمائش کا افتتاح مورخہ 3 ستمبر 2005ء کی صبح 8:30 پر مہمان خصوصی مکرم و محترم سید میر قمر سلیمان احمد صاحب وکیل وقف نو نے کیا اور اس کے بعد دیگر مہمانان کے ہمراہ نمائش ملاحظہ کی۔

نمائش گاہ

ایوان محمود ہال کو نمائش گاہ بنایا گیا تھا۔ خوبصورت سجائے ہوئے میزوں پر چیزیں نفاست سے رکھی گئی تھیں۔ ایوان محمود کے اوپر غربی گیلری کو آرٹ گیلری کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ اسی طرح نمائش گاہ میں داخلہ کے لئے ٹکٹ رکھا گیا تھا۔

ریفریشمنٹ کے لئے سٹال پر ارزاں نرخوں پر معیاری خورونوش کی اشیاء تینوں دن دستیاب رہیں۔ شرکائے نمائش کے قیام اور نمازوں کی ادائیگی کا انتظام ایوان محمود کے احاطہ میں ہی کیا گیا تھا جبکہ طعام کا انتظام دارالضیافت میں تھا۔ البتہ اختتامی تقریب کے بعد شرکاء اور مہمانوں کو عشائیہ دیا گیا جس کا انتظام ایوان محمود میں ہی کیا گیا۔

اختتامی تقریب

اختتامی تقریب مورخہ 6 ستمبر 2005ء کو رات 8:30 پر منعقد ہوئی۔ تقریب سے قبل مہمان خصوصی مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے نمائش ملاحظہ کی۔ نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد تقریب کا آغاز ہوا۔ تقریب میں بزرگان سلسلہ کی خاصی تعداد نے شرکت کی اور نمائش کے شرکاء کے لئے حوصلہ افزائی کا باعث بنے۔ محترم مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے اور اختتامی خطاب فرمایا۔ خطاب کے بعد محترم مہمان خصوصی نے دعا کروائی۔

رزلٹ شعبہ متفرق

پوزیشن	نام خادم	ضلع	چیز
اوّل	مکرم حافظ کرامت اللہ صاحب	ربوہ	تفصیل شہدائے احمدیت
دوم	مکرم داؤد احمد صاحب	لاہور	puzzle گیم

سوم	مکرم طلحہ جلال صاحب	گجرات	ٹکٹیں
حوصلہ افزائی	مکرم خالد محمود صاحب	کراچی	کرومیٹوگرافی

رزلٹ پینٹنگز، کیلی گرافی و خطاطی

پوزیشن	نام خادم	ضلع	چیز
اوّل	مکرم شہزاد احمد صاحب	شیخوپورہ	کیلی گرافی
دوم	مکرم انیس احمد صاحب	لاہور	پینٹنگز
سوم	مکرم حافظ داؤد احمد صاحب	ربوہ	فن پارے
حوصلہ افزائی	مکرم عطاء المظفر صاحب	ربوہ	ٹیکسٹائل ڈیزائنگ

رزلٹ شعبہ ماڈلز

پوزیشن	نام خادم	ضلع	چیز
اوّل	مکرم عقیل منیر صاحب	لاہور	قذافی اسٹیڈیم کا ماڈل
دوم	مکرم داؤد سلیمان صاحب	لاہور	پٹرول پمپ کا ماڈل
سوم	مکرم لطف الرحیم طاہر صاحب	حیدرآباد	شوگر مل کا ماڈل
حوصلہ افزائی	مکرم مظفر احمد صاحب	اسلام آباد	پیپر مل کا ماڈل

رزلٹ شعبہ فوٹوگرافی

پوزیشن	نام خادم	ضلع	چیز
اوّل	مکرم نذیر احمد صاحب	راولپنڈی	تصاویر
دوم	مکرم میر احمد محمود طاہر صاحب	ربوہ	تصاویر
سوم	مکرم طاہر احمد صاحب	اسلام آباد	تصاویر
حوصلہ افزائی	مکرم اسد سعید صاحب	کراچی	تصاویر

رزلٹ کمپیوٹر

پوزیشن	نام خادم	ضلع	چیز
اوّل	مکرم عطاء القیوم صاحب	اسلام آباد	Chat
دوم	مکرم معین احمد صاحب	لاہور	Gaive
سوم	مکرم مظفر احمد صاحب	لاہور	Animation movies
حوصلہ افزائی	مکرم احمد ھبتہ البسیط صاحب	لاہور	اردو تجنید پروگرام تیار کیا

رزلٹ دستکاری

پوزیشن	نام خادم	ضلع	چیز
اوّل	مکرم شہزاد احمد صاحب	شیخوپورہ	منارۃ المسیح وغیرہ-Carving
دوم	مکرم عبدالوحید ملک صاحب	ہزارہ	فریم، کی چین (key chain)
سوم	مکرم کاشف عبدالسلام صاحب	لاہور	متفرقات
حوصلہ افزائی	مکرم ناظم محمود صاحب	سیالکوٹ	شیشہ، فوم کی اشیاء

رزلٹ شعبہ الیکٹرونکس + میکینکل

پوزیشن	نام خادم	ضلع	چیز
اول	مکرم شہزادہ خرم صاحب	کراچی	سیکیورٹی سسٹم وغیرہ
دوم	مکرم کاشف محمود صاحب	فیصل آباد	LPG(جیپ)
سوم	مکرم سید فرخ احمد صاحب	ربوہ	ریموٹ کنٹرول لائٹ سوئچ
حوصلہ افزائی	مکرم عمران احمد صاحب	ربوہ	الیکٹرانک جھنڈا

مجموعی طور اول: ضلع لاہور

۞۞۞۞۞۞

خوشخبری
CSS میں اعلیٰ کامیابی حاصل کریں مگر کیسے؟؟؟؟؟
کمزوری یادداشت کیلئے ایک انوکھی حیرت انگیز جادو اثر دواء
برین ٹانک
قیمت -/100
یادداشت کو بڑھاتا ہے
نظر کی کمزوری کو دور کرتا ہے
نسیان (بھول جانا) کو دور کرتا ہے
بھوک بڑھاتا ہے۔ ہاضمہ کی خرابی کو دور کرتا ہے
قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے
ہر وقت کے نزلہ زکام سے پیچھا چھڑاتا ہے
اگر ان سب باتوں میں سے کوئی بات آپ کے اندر موجود ہے تو آپکو فوری ضرورت ہے برین ٹانک کی
آیئے! آج سے ہی برین ٹانک کھایئے فوری یادداشت بڑھایئے۔ نزلہ زکام سے پیچھا چھڑایئے۔
CSS افسر بن جایئے۔ برین ٹانک آزمایئے اور ہمیشہ کیلئے برین ٹانک کے گرویدہ ہوجایئے۔ برین ٹانک کے گن گایئے......
JAN جان
تیار کردہ: جان یونانی دواخانہ گولبازار چناب نگر ربوہ
فون رہائش 047-6213149-6215465 دواخانہ 0301 7964849

ماں کا پیار بھرا انتخاب
ذائقہ بناسپتی
خالص جیسے ماں کا پیار
رحمان گھی مرچنٹ 186/W
نمک منڈی۔راولپنڈی
ڈسٹری بیوٹرز ذائقہ بناسپتی
وکوکنگ آئل
ذائقہ
051-5541918-5772551
0300-8568300
aala74@hotmail.com

نورتن جیولرز

"محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
جدید فینسی، مدراسی، اٹالین
سنگاپوری ورائٹی دستیاب ہے
الفضل جیولرز
زیورات انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق بغیر ٹانکے کے تیار کیے جاتے ہیں
پروپرائیٹر: غلام مرتضیٰ محمود
AL
FJ
چوک یادگار ربوہ فون رہائش: 04524-211649 فون دکان: 04524-213649

خلافت جوبلی کا روحانی پروگرام

1- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کرلیا جائے۔

2- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3- سورۃ الفاتحہ۔ (روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں)

4- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ. (2:251) (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

5- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (3:9) (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

6- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِىْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ. (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

7- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اس کی طرف۔

8- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ . اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اللہ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔

9- مکمل درود شریف۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

Monthly

KHALID

C. Nagar

Editor:
Mansoor Ahmad Nooruddin

October 2005
Regd. CPL # 75/FD